ماہنامہ الفرقان ربوہ

وفا ۱۳۴۷ ہش
جولائی ۱۹۶۸ء

مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

مسجد اقصیٰ بسازید ای کرام
که سلیمان باز آمد والسلام

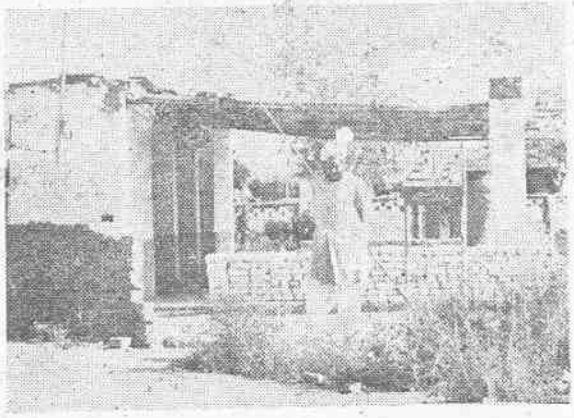

مسجد اقصیٰ لطیف آباد ۔ حیدرآباد

مسجد اقصیٰ کے متعلق مقالہ صفحہ ۲۱
پر مطالعہ فرمائیں

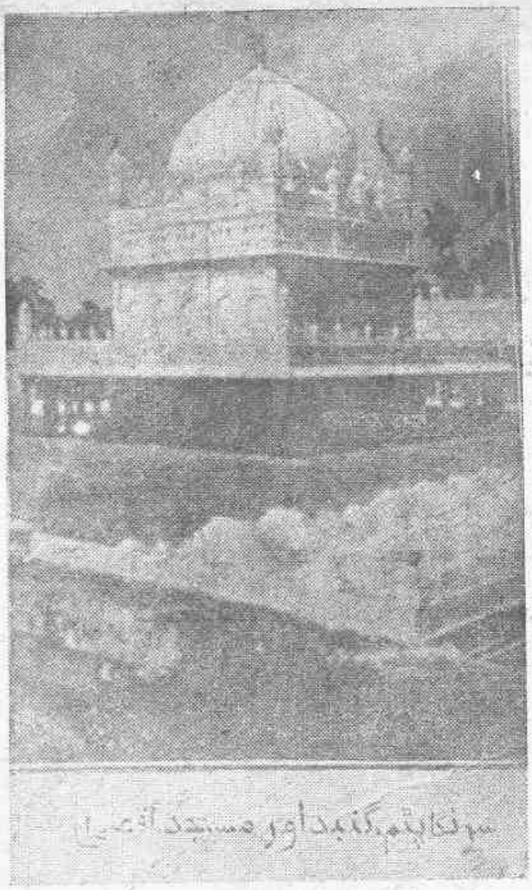

مسجد اقصیٰ و گنبد سرنگا پٹم
(میسور)

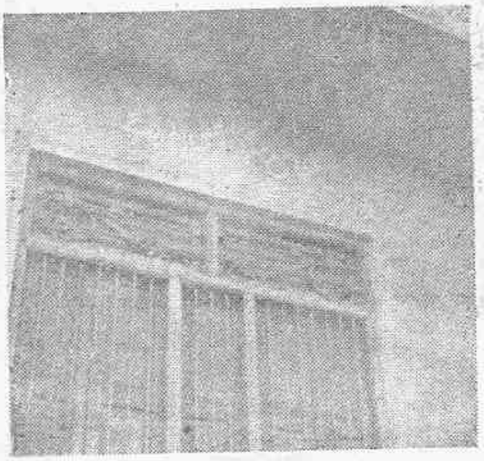

جامع مسجد اقصیٰ اہلحدیث
سٹیلائیٹ ٹاؤن ۔ گوجرانوالہ

مدیر مسئول
ابوالعطاء جالندھری

مسجد اقصی اہلحدیث لائل پور

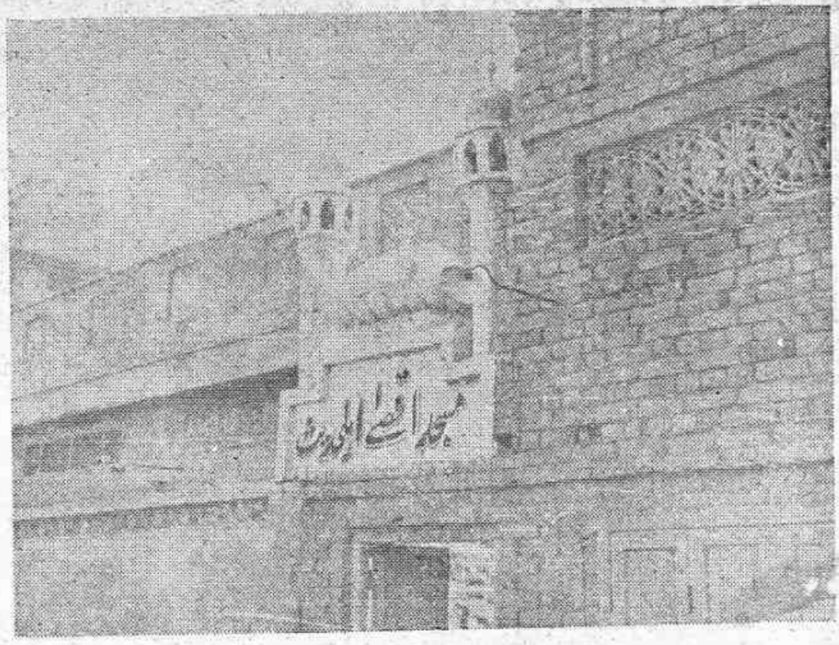

مسجد اقصی
صدر امپریس مارکیٹ کراچی

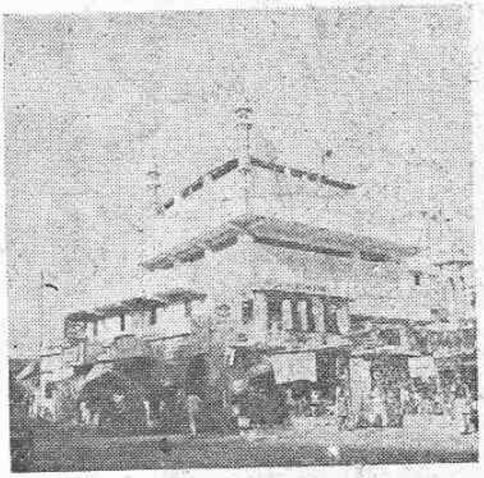

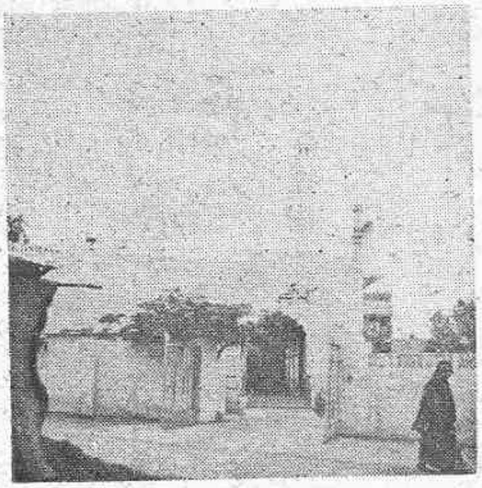

مسجد اقصی ناظم آباد
کراچی

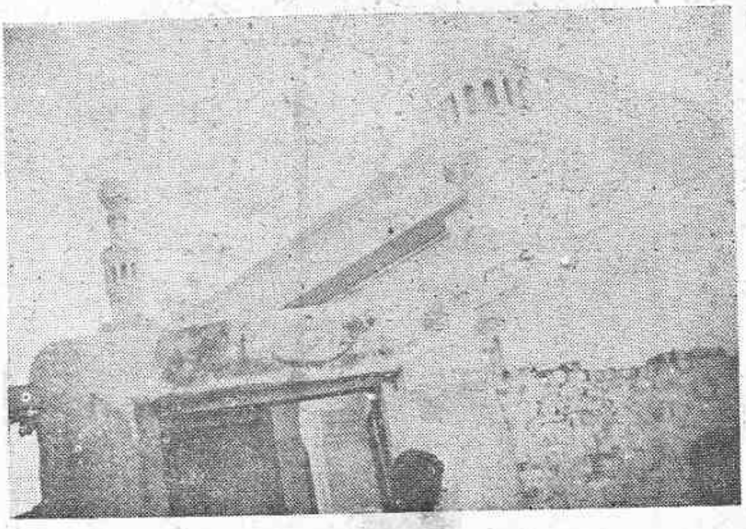

مسجد اقصی سرونگر
حیدرآباد دکن (بھارت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۙ

ربیع الثانی ۱۳۸۸ ہجری قمری وفا ۱۳۴۷ ہجری شمسی	ماہنامہ **الفرقان** ربوہ جولائی ۱۹۶۸ء	جلد ۱۸ شمارہ ۷

ایک دینی، تعلیمی اور تبلیغی مجلہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

(ایڈیٹر)

ابوالعطاء جالندھری

نائبین (۱) دوست محمد شاہد مولوی فاضل
(۲) عطاء المجیب راشد ایم اے

— سالانہ چندہ —

پاکستان کے لئے : .... چھ روپے
بھارت کے لئے : .... آٹھ روپے
دیگر ممالک کے لئے : .... تیرہ شلنگ
ہوائی ڈاک سے مزید ایک پاؤنڈ
ایک رسالہ کی قیمت : .... ساٹھ پیسے
ترسیل چندہ بنام مینیجر الفرقان ربوہ ہونی چاہیئے۔
تاریخ اشاعت : ہر ہجری شمسی مہینے کی دس تاریخ مقرر ہے

فہرست مقالات

• اتحاد بین المسلمین کے لئے محکم اصول — ادارہ — ص ۲
• مصر کی نئی کتاب المذاہب الاسلامیہ میں جماعت احمدیہ کا ذکر — ایڈیٹر — ص ۵
• حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم کلام — ص ۹
جناب مولوی غلام باری صاحب سیف
• بابیوں اور بہائیوں کی جنتری — ادارہ — ص ۳۹
• مسیحی چرچ کا ایک اعلان — اقتباس — ص ۴۰
• دنیا بھر میں "مسجد اقصیٰ" نام کی مساجد — ص ۴۱
ابوالعطاء

ایک اہم اعلان

الفرقان کا آئندہ شمارہ چودہ سو سالہ جشن قرآن پاک کے موقعہ پر تراجم قرآن کے سلسلہ میں اہم مضامین پر مشتمل ہوگا۔ یہ ایک خاص نمبر ہوگا۔ (ادارہ)

اداریہ

اتحاد بین المسلمین کے لئے محکم اصول

خدارا ملک و ملّت کی بہبودی کے نقطہ نظر سے غور کریں!

(۲)

ہم نے الفرقان ماہ اپریل ۶۸ء کے اداریہ میں لکھا تھا کہ:-

"مملکتِ خداداد پاکستان بفضلہ تعالیٰ اس زمانہ میں عظیم عطیہ اور مسلمانوں کے لئے بہت بڑا انعام ہے۔ اس نعمت کی قدر دانی ہر سچے مسلمان پر واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس انعام کے نتیجہ میں مسلمانوں پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے اسے سمجھنا اور ادا کرنا ہم سب کا اوّلین فریضہ ہے۔ ہمارے گرد و پیش جو حالات رونما ہو رہے ہیں ان کی وجہ سے مسلمانانِ پاکستان کو ہر لحظہ چوکس اور متحد رہنے کی ضرورت ہے۔ ملک کا کوئی بھی خواہ اس ضرورت کا انکار نہیں کر سکتا۔

ہمارے نزدیک اتحاد بین المسلمین کی واضح راہ یہ ہے کہ تمام فرقے اور تمام افراد جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، قرآن پاک کو اپنی شریعت یقین کرتے ہیں اور کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پر ایمان لاتے ہیں ان سب کو مسلمان سمجھا جائے۔ دلوں کا حال تو اللہ ہی جانتا ہے اور دلوں کی اصلاح بھی وہی کر سکتا ہے لیکن ظاہر کے لحاظ سے اس سے بہتر کوئی واضح اصول نہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی صحیح طریقہ نہیں جس سے مسلمان فرقوں میں اتحاد پیدا کیا جا سکتا ہے۔ باہمی جزوی اختلافات اور ان کے نتائج کو چھوڑ کر مذکورہ بالا **اصولی مسلک** کو اختیار کرنے سے سب مسلمانوں میں اتحاد اور اتفاق پیدا ہو سکتا ہے۔"

ہمیں یقین ہے کہ مسلمانانِ پاکستان کے باہمی اتحاد کی اس وقت صرف یہی راہ ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے اس اداریہ پر بعض دوسرے جرائد نے بھی صاد کیا ہے اور اسے صحیح طریق اتحاد و اتفاق قرار دیا ہے۔ اس کے مقابل بعض دوسرے رسائل و اخبارات اس **اصولی اتحاد** پر کچھ جز بز ہوئے ہیں جن میں راولپنڈی کا رسالہ تعلیم القرآن اور لاہور کا ہفت روزہ الاعتصام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

مدیر الاعتصام ہمارے مقالہ کا مذکورہ بالا اقتباس نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:-

"مدیر الفرقان کی یہ تجویز اپنے اندر کیا کچھ

ایچ اور پیچ رکھتی ہے؟ اور اس میں کس طرح ہاتھ کی صفائی دکھائی گئی ہے؟ یہ ایک الگ بحث ہے ہم اس سلسلہ میں مدیر الفرقان سے یہ پوچھنے کی جسارت ضرور کریں گے کہ وہ اپنے اس خود ساختہ اصول کی بنا پر یہ فرمائیں کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہے اور قرآن پاک کو اپنی شریعت یقین کرتا ہے اور کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاتا ہے لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی و رسول نہیں مانتا ایسے شخص کے بارے میں آپ کا نظریہ کیا ہے؟ کیا آپ اسے اپنے مبیّنہ اصول کی بنا پر مسلمان سمجھتے اور تسلیم کرتے ہیں؟" (الاعتصام ۱۷ رمئی ۱۹۶۶ء)

جواباً گزارش ہے کہ ہم مذکورہ اصول کے مطابق ہر اس شخص کو یقیناً مسلمان کہیں گے جس پر یہ اصول منطبق ہوتا ہے۔ دلوں کا حال اللہ ہی جانتا ہے ظاہر میں جب وہ اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہے تو اُسے مسلمان ہی کہا جائے گا۔ ہمارے الفاظ نہایت واضح ہیں۔ یہ مسلمان کہلانے والوں میں اتحاد کی ایسی راہ ہے جسے حکومتِ پاکستان اختیار کر کے ملک کے علماءِ سُو کے فتنۂ تکفیر کا قلع قمع کر سکتی ہے۔

مدیر الاعتصام نے ہمارے ذکر کردہ اصول کو "خود ساختہ اصول" قرار دیا ہے۔ یہ تو اُن کی بھول ہے۔ در اصل وہ گھبراتے ہیں کہ اگر اس اصول کو تسلیم کر لیا گیا تو جماعت احمدیہ کو بھی مسلمان کہنا پڑیگا۔ یہی گھبراہٹ ان سے آجکل عجیب و غریب حرکات کرا رہی ہے اور وہ بے طرح جماعت احمدیہ اور اسکے مقدس بانی کو گالیاں دے رہے ہیں۔ یاد رہے کہ ہم تو ان کی گالیوں کا جواب نہیں دیں گے مگر آسمان و زمین کا مالک خدا دیکھ رہا ہے وہ اپنی فعلی شہادت سے ثابت کر رہا ہے کہ مظلوم احمدی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت رکھتے ہیں۔ ہم اس وقت مدیر الاعتصام کو ان کے دو بزرگ اکابر جناب مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور جناب مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے عقلمندانہ بیانات یاد دلاتے ہیں ع

شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

(۱) جناب مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی تحریر کرتے ہیں:-

"اس وقت مسلم لیگ ہی ایک ایسی جماعت ہے جو خالص مسلمانوں کی ہے اس میں مسلمانوں کے سب فرقے شامل ہیں پس احمدی صاحبان بھی اپنے آپ کو ایک اسلامی فرقہ جانتے ہوئے اس میں شامل ہو گئے جس طرح کہ اہلحدیث اور حنفی اور شیعہ وغیرہم شامل ہوئے۔ اور اس امر کا اقرار کہ احمدی لوگ اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہیں مولانا ابوالکلام صاحب کو بھی ہے ان سے پوچھئے اگر وہ انکار کریں گے تو ہم ان کی تحریروں میں دکھا دینگے۔"

("پیغام ہدایت در تائید پاکستان و مسلم لیگ" ص ۱۱۲ مطبوعہ ثنائی پریس امرتسر ۱۹۴۶ء)

(۲) جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں :-

(الف) "برادرانِ توحید! ... میری رائے کو اگر کوئی صاحب غلط نہ ٹھہرائیں تو میں یہ کہنے سے نہیں رُک سکتا کہ **مسلمان قوم** آپس میں تقسیم کار کرے۔ **سیاسی مسلمان** جن میں مرزائی بھی شامل ہیں بیشک **غیر مسلموں میں اسلام کی اشاعت کریں** اور ان کو کلمہ پڑھا کر مردم شماری کی حیثیت میں مسلمانوں کی تعداد بڑھاتے جائیں جو ان کی اصلی غرض ہے مگر اہلِ توحید اصحاب یہ کام اپنے ذمہ لیں کہ مسلمانوں میں جو رسوم شرکیہ رائج ہو چکی ہیں وہ ان کی اصلاح پر توجہ کریں تاکہ وہ لوگ **صحیح معنی سے عنداللہ مسلمان** ہو جائیں پس دونوں فریق اپنا اپنا کام کرتے جائیں۔ ہمارے مشورہ پر عمل کریں تو دونوں اپنے اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔"

(اخبار اہلحدیث امرتسر ۶ ستمبر سنہ ۱۹۴۷ء)

(ب) "پاکستان کے مفہوم پر جو اعتراضات مجھے پہنچے ہیں میں ان کو صحیح نہیں سمجھتا مثلاً یہ کہا گیا ہے کہ اس کے بانی رافضی ہیں بدعتی ہیں اور مرزائی بھی شریک ہیں وغیرہ وغیرہ۔ میرے خیال میں یہ اعتراضات سیاسی اصول سے بالاتر ہیں۔ **سیاسیات میں قوم کو بحیثیت نوع کے دیکھا جاتا ہے اصناف کا لحاظ نہیں ہوتا**۔" (اہلحدیث ۱۵ فروری سنہ ۱۹۴۶ء)

یہ اقتباسات ہمارے مذکورہ بالا اصول کی حرف بحرف تائید کرتے ہیں۔ مدیر الاعتصام ایک جوشیلے نوجوان ہیں شاید اپنے بزرگوں کی تحریروں کو بغور پڑھنے اور ان پر کان دھرنے کے لئے تیار نہ ہوں اسلئے ہم انہیں ایک حدیث نبوی کی طرف خاص طور پر توجہ دلاتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ صَلّٰی صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ (البخاری) کہ جو ہماری طرح نماز پڑھتا ہے، ہمارے قبلہ کو اپنا قبلہ قرار دیتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے یہ وہ مسلمان ہے جس کے لئے اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے ذمہ داری ہے۔"

ہمارے خیال میں بات تو نہایت واضح ہے کہ حکومت کی حد تک اور ظاہری طور پر مسلمان کہلانے کے لئے وہی **اصولِ اتحاد** تسلیم کرنا لازمی ہے جسے ہم نے پیش کیا ہے۔ باقی رہا بعض مسلمان کہلانے والوں کا اپنے لئے مسلمان کہلانے کے باوجود کوئی وجہ کفر پیدا کر لینا تو یہ ایسی بات نہیں جسے اہلحدیث صاحبان کے لئے سمجھنا مشکل ہو کیونکہ ان کے موجودہ امیر حافظ محمد صاحب نے حال ہی میں کہا ہے کہ :-

"کفر کی دو اقسام ہیں (۱) **باوجود کفر کے کافر الگ امت میں شمار نہیں ہوتا۔** جیسے بعض اجماعی مسائل جن میں اہلسنت اور خوارج مختلف ہیں **اگرچہ یہ اختلافات اصولی** اور شدید ہیں **مگر سب ایک ہی امت کے فرقے ہیں** (۲) کفر کے ساتھ کافر الگ امت شمار ہو جاتا ہے۔" (الاعتصام ۱۴ جون سنہ ۱۹۶۸ء)

پس مدیر الاعتصام بات کو اُلجھانے کی کوشش نہ کریں۔ ہمارا بیان ہر قسم کے اینچ پیچ سے پاک ہے۔ اس میں

مصر کی نئی کتاب المذاہب الاسلامیہ میں جماعت احمدیہ کا ذکر

"قادیانی فرقہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے" (پروفیسر ابوزہرہ)

"انہیں دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینا ہمارے نزدیک زیادتی ہے" (پروفیسر محمد سرور)

کتاب "اسلامی مذاہب"

جامعہ قاہرہ کے پروفیسر الشیخ المحترم محمد ابوزہرہ نے ایک کتاب المذاھب الاسلامیۃ نامی عربی زبان میں شائع کی ہے۔ اس کا اردو ترجمہ پروفیسر غلام احمد صاحب حریری ایم۔ اے لائل پور نے کیا ہے۔ فاضل مترجم نے بعض جگہ مصنف سے اختلاف بھی کیا ہے اور اس اختلاف کا ذکر حواشی میں کیا ہے مثلاً ایک جگہ لکھا ہے:-

"مصنف کا یہ قول مبالغہ آمیزی پر مبنی ہے۔" (صفحہ ۲۸۲ حاشیہ)

اس وقت ہمارے سامنے اصل عربی تصنیف نہیں ہے صرف مترجم کا اردو ترجمہ "اسلامی مذاہب" پیش نظر ہے۔ ہمارے نزدیک یہ کتاب فرقہائے اسلامیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے ایک حد تک مفید کتاب ہے۔ ہماری نظر میں یہ صحیح تحقیقی طریق نہیں ہے جو مصنف نے بعض جگہ محض مستشرقین کے بیانات پر بنیاد رکھ دی ہے اور اصل مصادر کی طرف رجوع نہیں کیا۔ تاہم مجموعی طور پر کتاب کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

ایک مفید تحقیق

ایک نہایت مفید تحقیقی بات مصنف نے یوں تحریر کی ہے کہ:-

"قدیم مذاہب کے بہت سے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ان میں یہود و نصاریٰ بھی تھے اور مجوسی بھی۔ ان کے اذہان و قلوب پر سابقہ مذاہب کے افکار و آراء مسلط رہتے تھے۔ چنانچہ وہ حقائق اسلامیہ پر اپنے سابقہ اعتقادات کی روشنی میں غور و فکر کرتے تھے۔ انہوں نے اسلام میں بھی وہ مباحث کھڑے کر دیئے جو ان کے یہاں عام طور پر شائع و ذائع تھے ... اس امر کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ ان نو وارد لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی تھے جو خلوصِ دل سے ایمان لائے تھے تاہم وہ سابقہ معتقدات کو اپنے دماغ سے باہر نہ نکال سکے۔ کچھ ایسے بھی تھے جو بظاہر دائرہ ایمان و اسلام میں داخل ہوئے مگر بباطن کافر کے کافر رہے۔ اسلام کے مدعی وہ صرف اسلئے ہوئے تھے کہ مسلمانوں کے عقائد میں بگاڑ پیدا کریں اور

اپنے افکارِ باطلہ ان کے ذہنوں میں جاگزیں کردیں۔" (اسلامی مذاہب ص ۲۷-۲۸)

اس حقیقت کے پیشِ نظر اگر عام مسلمانوں کے معتقدات کا قرآن مجید کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تو ہمیں یقین ہے کہ آسمانوں پر حیاتِ مسیح ناصری علیہ السلام کے خیال کو اسی ذیل میں داخل کرنا پڑیگا جن کی طرف مصنّف نے اشارہ کیا ہے۔ بہرحال فاضل مصنّف نے اپنے قارئین کی ایک عمدہ رہنمائی کی ہے۔

جماعتِ احمدیّہ کا ذکر

کتاب اسلامی مذاہب کے آخری حصہ میں جماعتِ احمدیہ کا بھی ذکر ہے۔ چونکہ مصنّف کو سلسلہ احمدیّہ کی کتابوں کے براہِ راست مطالعہ کا موقع نہیں ملا اور اردو کتب کو تو پڑھنے پر وہ قادر بھی نہیں تھے اسلئے اس ضمن میں ان کی معلومات پوری صحیح نہیں ہیں۔ انہوں نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی طرف متعدد غلط باتیں منسوب کردی ہیں اور کئی غلط عقائد کا انہیں معتقد قرار دیدیا ہے مثلاً یہ کہ وہ اپنی ذات میں حلولِ باریتعالیٰ کے قائل تھے۔ یہ خیال حضرت بانیٔ سلسلہ کی تحریرات کے صریح مخالف ہے۔ ایسی ہی کئی مثالیں ہیں جن کا تفصیلی جائزہ لیا جا سکتا ہے فی الحال تو ہم اس کتاب پر سرسری نظر ڈال رہے ہیں۔

جماعتِ احمدیہ اور ختمِ نبوّت

فاضل مصنّف نے لکھا ہے :-

"بے شک قادیانیوں کے افکار و آراء مسلمانوں کے اجماعی عقائد کے خلاف ہیں۔ مسلمان عہدِ نبوی سے لیکر آج تک اس بات کے معتقد رہے ہیں کہ نبی کریمؐ قصرِ نبوّت کی آخری اینٹ ہیں۔ آپ نے صراحۃً فرمایا تھا لا نبیّ بعدی۔" (ص ۳۱۴)

دوسری جگہ جماعتِ احمدیہ کے عقیدہ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ :-

"مرزا صاحب رسالت کا دعویٰ کرتے اور کہتے ہیں کہ ان کی رسالت نبی کریمؐ کے خاتم الانبیاء ہونے کے منافی نہیں اسلئے کہ ان کے نزدیک خاتم النبیّین کا مفہوم یہ ہے کہ آپؐ کے بعد جتنے نبی آئیں گے ان کی نبوت پر آنحضورؐ کی مُہر ہوگی اور وہ آپؐ کی شریعت کی تجدید و اصلاح کے لئے آئیں گے۔" (ص ۳۰۷)

فاضل مصنّف نے جماعتِ احمدیہ کے اس عقیدہ کے سلسلہ میں کتاب حقیقۃ الوحی، کتاب کشتی نوح اور کتاب تجلّیاتِ الٰہیہ کے حوالے نقل کئے ہیں جنہیں مترجم نے اصل کتابوں سے درج کرنے کے بجائے عربی سے اپنے الفاظ میں ترجمہ کیا ہے۔ ان میں ایک حوالہ یوں درج کیا گیا ہے :-

"نبی کریمؐ خدا کے رسول افضل الانبیاء اور خاتم الرسل تھے آپؐ کے بعد صرف وہی نبی آسکے گا جو آپؐ کا تابع ہو اور ظلّ کی حیثیت رکھتا ہے۔" (ص ۳۰۸)

بزرگانِ اُمّت کی تشریح

اب انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کی اس تعبیر ختم نبوت پر تاریخی اور علمی طور پر غور کیا جائے۔ پہلے محققین اور فضلاء علماء کے اقوال میں اگر یہ مفہوم مسلّم ہو تو اس تعبیر کو "اجماعی عقائد کے خلاف" کہنے کی جراءت نہ کی جائے۔ ہم اس جگہ بغیر کسی بحث میں پڑنے کے صرف اُمتِ مسلمہ کے چند مسلّم بزرگوں کے اقوال کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں:۔

(۱) حضرت امام محی الدین ابن العربی تحریر فرماتے ہیں:۔

"ھذا معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت
فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی
یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا
کان یکون تحت حکم شریعتی۔"

(الفتوحات المکیہ)

ترجمہ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کہ رسالت نبوت منقطع ہو گئی ہے اب نہ رسول ہے نہ نبی، کے معنے یہ ہیں کہ کوئی ایسا نبی نہ ہوگا جو ایسی شریعت لائے جو میری شریعت کے خلاف ہو بلکہ جب کوئی نبی آئے گا تو میری شریعت کے حکم کے تابع ہوگا۔"

دوسری کتاب میں ابن العربی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

"ان اللہ لطف بعبادہ فابقی لھم
النبوۃ العامۃ لا تشریع فیھا" (فصوص الحکم ص۱۴۰)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فضل فرما کر ان کے لئے نبوتِ عامہ کو باقی رکھا جس میں شریعت نہیں ہوتی۔"

(۲) امام عبدالوہاب شعرانی تحریر فرماتے ہیں:۔

"اعلم ان مطلق النبوۃ لم ترتفع و
انما ارتفع نبوۃ التشریع۔"

(الیواقیت والجواہر جلد ۲ ص۳۵)

ترجمہ۔ یاد رکھو کہ مطلق نبوت نہیں اٹھائی گئی صرف تشریعی نبوت کا انقطاع ہوا ہے۔"

(۳) امام ملا علی القاری خاتم النبیین کے معنے یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

"انہ لا یاتی بعدہ نبی ینسخ ملتہ
ولم یکن من امتہ" (موضوعات کبیر ص۶۹)

ترجمہ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آپ کے دین کو منسوخ کرے اور آپ کا اُمّتی نہ ہو۔"

(۴) امام محمد طاہر لکھتے ہیں:۔

"ھذا ایضاً لا ینافی حدیث لا نبی بعدی لانہ
اراد لا نبی ینسخ شرعہ" (تکملہ مجمع البحار ص۸۵)

ترجمہ۔ یہ بات لا نبی بعدی کے منافی نہیں کیونکہ اس حدیث سے حضورؐ کی مراد یہ تھی کہ آپؐ کے بعد ایسا نبی نہ ہوگا جو حضورؐ کی شریعت کو منسوخ قرار دے۔"

(۵) جناب نواب صدیق حسن خان بھوپالوی لکھتے ہیں:۔

"لا نبی بعدی آیا ہے جس کے معنے نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ لیکر نہیں آئیگا۔" (اقتراب الساعۃ ص۱۶۲)

ماہنامہ فکر و نظر کی رائے

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ ختمِ نبوت کی جو علمی تعبیر اور دینی تفسیر جماعت احمدیہ کرتی ہے اس سے کسی کو ہزار اختلاف ہو مگر وہ اسکی وجہ سے جماعت احمدیہ کو ختمِ نبوت کا منکر قرار نہیں دے سکتا (اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا) ۔ چنانچہ ماہنامہ فکر و نظر راولپنڈی کے فاضل مدیر جناب پروفیسر محمد سرور صاحب نے "اسلامی مذاہب" پر تبصرہ کے ذیل میں ازراہِ انصاف تحریر فرمایا ہے کہ :-

"جہاں تک ہم جانتے ہیں" قادیانی "یا احمدی جماعت اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان اجماعی عقائد" میں سے صرف نوعیتِ نبوت کے متعلق اختلاف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا "خاتم النبیین" ہونا احمدی بھی مانتے ہیں اور بقول انکے مرزا صاحب نے اپنے آپکو جن معنوں میں نبی کہا، وہ نبوتِ محمدی کا ایک فیض اور ظل ہے۔ چنانچہ خود شیخ ابو زہرہ نے اس سلسلے میں مرزا صاحب کا ایک اقتباس دیا ہے جو یہ ہے :-

" اگر میں آپؐ کی اُمت میں سے نہ ہوتا اور آپؐ کے طریقہ کی پیروی نہ کرتا تو مکالمہ ربانی سے مشرف نہ ہو پاتا اگرچہ میرے اعمال پہاڑوں کے برابر ہوتے ۔ اس لئے کہ نبوتِ محمدی کے سوا سب نبوتیں منقطع ہو چکی ہیں ۔ لہذا آپؐ کے بعد کوئی صاحبِ شریعت نبی نہ ہوگا البتہ غیر تشریعی نبی آ سکتے ہیں لیکن اُن کا آپؐ کی اُمت میں ہونا ضروری ہے"۔

مرزا صاحب نے تشریعی نبوت اور غیر تشریعی نبوت کی جو تقسیم کی ہے اُس سے خواہ ہمیں لاکھ اختلاف ہو لیکن اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ مرزا صاحب اور اُن کے متبع احمدی، رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاتم النبیین نہیں مانتے، یا وہ توحید کے منکر ہیں یا اُن کا عقیدہ قرآن اور احادیث پر نہیں ۔ بلکہ جہاں تک ہم جانتے ہیں مرزا صاحب نے اپنی جماعت سے یہاں تک کہا تھا کہ وہ فقہ میں فقہ حنفی کی پابندی کریں۔

غرض نبوت کو اس طرح ماننے پر ہم انہیں بےشک مؤوّل (تاویل کرنے والے) کہہ سکتے ہیں جیسا کہ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی رائے تھی لیکن انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا جیسا کہ شیخ ابو زہرہ نے دیا ہے ہمارے نزدیک زیادتی ہے"۔

(ماہنامہ فکر و نظر مئی ۱۹۶۰ء صـ۸۷۳)

اتحاد بین المسلمین کے لئے محکم اصول

(بقیہ از صـ۲)

"ہاتھ کی صفائی" نہیں دکھائی گئی بلکہ قول سدید پیش کیا گیا ہے اور پورے درد اور خلوص سے یہ دعوت دی گئی ہے کہ اسوقت ملک و ملت کی بہتری کے لئے مسلمان کہلانے والوں میں اتحاد کے لئے اس اصح اصول کو تسلیم کر لیا جائے پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا تو باہمی رواداری اور افہام و تفہیم اور تائید ایزدی کے نتیجہ میں عقائد و اعمال کا بھی کامل اتحاد پیدا ہو جائے گا۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز ‡

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم کلام

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا

(جناب مولوی غلام باری صاحب سیف پروفیسر جامعہ احمدیہ)

تعریف

کلام کے لغوی معنے بات یا بات کرنے کے ہیں۔ اصطلاح اہلِ علم میں علم کلام اُس فن کا نام ہے جس میں اپنے عقائد کو عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کیا جائے اور مخالفین کے اعتراضات اور شکوک و شبہات کا جواب دیا جائے۔ مشہور عالم ابن خلدون نے صرف عقلی دلائل کو تعریف میں شامل کیا ہے نقلی دلائل کا ذکر نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ علم فلسفیوں اور منطقیوں کے جواب میں معرضِ وجود میں آیا لہذا منطق کے ہی مترادف نام اس کو دیا گیا اور تعریف میں عقائد کی حقانیت عقلی دلائل سے ہی ثابت کرنے پر اکتفا کیا گیا۔

تاریخ علم کلام، علم کلام کا پس منظر

اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے۔ اس کی بنیاد حق اور نور پر ہے۔ اس کی حقانیت کے قطعی اور یقینی دلائل اس کی پاک کتاب میں بیان کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (البقرہ: ۲۵۷) اور اگلی آیت میں فرمایا اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (آیت ۲۵۸) دوسری جگہ فرمایا اے رسول! اعلان کر دے: عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ کہ ہم مسلمان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک یقین پر قائم ہیں۔ ہمارے پاس اپنے نظریات کے لئے یقینی اور قطعی دلائل ہیں اور خدائے ذو العرش نے اعلان فرمایا کہ اس حق اور روشنی کے سامنے اب ظلمتیں اور باطل نہیں ٹھہر سکتے جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔ اسلام کی اشاعت کے لئے نشان نازل ہوتے، دلائل دیئے جاتے، مخالفین کے شبہات کے جواب دیئے جاتے اور دلائل عقلی بھی ہوتے اور نقلی بھی۔

عدی بن حاتم نے جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ اعتراض کیا کہ آپ کی کتاب میں لکھا ہے اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ

وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کہ ہم اپنے دینی علماء کو اللہ کے سوا رب مانتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ تو حضورؐ نے اس کے جواب کے لئے کیا صحیح عقلی دلیل دی، فرمایا أَمَا إِنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْبُدُوْنَهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ إِذَا أَحَلُّوْا لَهُمْ شَيْئًا اِسْتَحَلُّوْهُ وَإِذَا حَرَّمُوْا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوْهُ۔ (ترمذی ابواب التفسیر تفسیر سورۃ مائدہ) کہ یہ درست ہے کہ تم ان کی عبادت نہیں کرتے، لیکن کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ وہ علماء جس چیز کو حلال کہہ دیں تم آنکھیں بند کر کے اس کو حلال سمجھ لیتے ہو اور جب وہ کسی چیز کو حرام قرار دیں تم ویسے ہی اس کو یقین کرنے لگتے ہو۔

جب حضرت وہبؒ بن منبہ پر اعتراض کیا گیا أَلَيْسَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مِفْتَاحَ الْجَنَّةِ کہ کیا یہ ارشادِ رسول نہیں کہ لا الٰہ الا اللّٰہ جنّت کی چابی ہے؟ معترض کا مقصد یہ تھا کہ بس پھر کسی اور عمل کی کیا ضرورت؟ تو وہبؒ بن منبہ نے کیا برجستہ منطقی جواب دیا۔ لَيْسَ مِفْتَاحٌ إِلَّا لَهُ أَسْنَانٌ فَإِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَهُ أَسْنَانٌ فُتِحَ لَكَ وَإِلَّا لَمْ يُفْتَحْ لَكَ (بخاری کتاب الجنائز) کہ چابی دندانوں کے بغیر نہیں ہوتی، اگر دندانوں کے بغیر چابی لاؤ گے تو تالہ نہیں کھلے گا۔ یعنی لا الٰہ الا اللّٰہ کے کچھ ملحقات بھی ہیں ان کو کیسے نظر انداز کرو گے؟ یہ عقلی دلائل تھے نقلی دلائل کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں مثلاً (ابو محمد) عطاء بن ابی رباح مشہور تابعی سے جب کسی نے کہا کہ بصرہ والے تقدیر کے بارہ میں کچھ اعتراضات کرتے ہیں تو عطاء بن ابی رباح نے سائل کو کہا کہ سورۃ زخرف پڑھو۔ اور جب مسئلہ پوچھنے والے نے شروع کی یہ آیات تلاوت کیں حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ إِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَإِنَّهٗ فِيْٓ أُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ تو عطاء بن ابی رباح نے پوچھا جانتے ہو یہ کتاب کیا چیز ہے؟ فانہ کتاب کتبہ اللّٰہ قبل ان یخلق السماء وقبل ان یخلق الارض فیہ ان فرعون من اھل النار وفیہ تَبَّتْ يَدَا أَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ۔ اور پھر عطاء بن ابی رباح نے فرمایا میں ولید بن عبادہ بن الصامتؓ کو ملا اور اس سے پوچھا تیرے باپ نے اپنی موت کے وقت کیا وصیّت کی تھی؟ تو انہوں نے کہا کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کروں اور تقدیر پر ایمان رکھوں اور اگر میری موت اس کے خلاف عقیدہ پر ہوئی تو جہنم میں جاؤں گا۔ اے بیٹے! میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے۔ ان اول ما خلق اللّٰہ القلم قال اکتب قال ما اکتب قال اکتب القدر ما کان وما ھو کائن۔ کہ اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا پھر اُسے فرمایا لکھ۔ قلم نے پوچھا میرے پروردگار! کیا لکھوں۔ فرمایا تقدیر لکھ۔ جو

ہوگا سب کچھ تحریر میں لے آ۔ (ترمذی ابواب القدر باب ما جاء فی الرضاء بالقضاء) اس میں نقلی دلیل دی ہے۔ اور ایک نقلی دلیل اپنی محترم والدہ حضرت عائشہؓ کی سُنیئے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ابولؤلؤ نے زہر سے بجھے ہوئے خنجر سے حملہ کیا اور آپؓ شدید زخمی ہوئے حضرت صہیبؓ رومی نے سُنا تو آئے اور روتے ہوئے کہا وااخاہ واصاحباہ۔ ہائے بھائی اور ہائے یہ صحبت! حضرت عمرؓ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا انّ المیّت لیعذّب ببکاء اھلہ کہ میّت کو اس کے اہل کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے یہ سُنا تو فرمایا یرحم اللہ عمر واللہ ما حدّث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّ اللہ لیعذّب المؤمن ببکاء اھلہ علیہ ولٰکنّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انّ اللہ لیزید الکافر عذابًا ببکاء اھلہ علیہ وقالت حسبکم القراٰن وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (بخاری کتاب الجنائز باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذّب المیّت ببعض بکاء اھلہ علیہ) اللہ تعالیٰ عمر پر رحم کرے خدا کی قسم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ مومن کو اس کے اہل کے رونے کی وجہ سے سزا دیتا ہے البتہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ کافر کا عذاب اس کے اہل کے رونے کی وجہ سے بڑھایا جاتا ہے اور فرمایا کیا قرآن میں یہ نہیں آیا لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی کہ کسی کا بوجھ کوئی دوسرا نہیں اُٹھائے گا۔ اس آیت کے ہوتے ہوئے تم کس طرح یہ کہہ سکتے ہو کہ اہل کے رونے کی سزا میّت کو ملے گی۔ دیکھئے یہ دلیل نقلی ہے کہ قرآن پر ان کے خیال کو پیش کیا اور قرآن سے اُسے رد کیا۔

اسی طرح جب حضرت مسروقؓ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا یا امّتاہ ھل رأی محمّد صلی اللہ علیہ وسلم ربّہ کہ اے محترمہ والدہ! کیا حضورؐ نے اللہ تعالیٰ کو اس کی اصل شکل میں دیکھا؟ تو حضرت عائشہؓ نے اس کا جواب بھی نقل یعنی قرآن سے دیا۔ فرمایا لقد قفّ شعری ممّا قلت .... من حدّثک انّ محمّدًا صلی اللہ علیہ وسلم رأی ربّہ فقد کذب ثمّ قرأت لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ (بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ نجم) اے عزیز جو تُو نے کہا میرے اس سے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ .... جس نے تجھ سے یہ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی ذات کو دیکھا اُس نے جھوٹ کہا۔ پھر آپؓ نے یہ آیت پڑھی لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار کہ اس ذاتِ احدیت کا احاطہ آنکھ نہیں کر سکتی اس نے خود آنکھ کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ یا یہ کہ وہ خود متمثل ہو کر آنکھوں کے لئے ظاہر ہوتا ہے۔ یہاں پر ایک مشہور بحث یعنی رؤیتِ باری کا فیصلہ معدنِ علم

امّ المومنین حضرت عائشہؓ نے قرآن سے ہی فرما دیا۔

ایک اور حدیث سے عقلی اور نقلی دلیل کا موازنہ ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے یہ حدیث بیان کی کہ جو چیز آگ پر پکی ہو اسکے کھانے کے بعد وضو دوبارہ کرنا چاہیے۔ حضرت ابن عباسؓ نے سُنا تو فرمایا۔ ابوہریرہ! اگر دودھ گرم پئیں یا گرم پانی پئیں تو بھی وضو کرنا ہوگا؟ ابوہریرہؓ نے جواب دیا "یا ابن اخی اذا سمعت حدیثاً عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلا تضرب مثلاً" (ترمذی ابواب الطھارۃ باب الوضوء مما غیّرت النار) اے بھتیجے! جب تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سُنے تو آگے سے پہیلیاں مت ڈالا کر۔ یعنی ابن عباسؓ نے عقلی دلیل سے ابوہریرہؓ کی روایت پر جرح فرمائی اور ابوہریرہؓ نے نقل کو ہی دلیل بنایا۔ پس صحابہؓ عقلی دلیلیں بھی دیتے اور نقل کو بھی دلیل بناتے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح نقلی دلیل مفید یقین ہوتی ہے عقلی دلیل بھی بعض شروط کے ساتھ مفید یقین ہوتی ہے۔

علامہ شلتوت مصری پر جب فتویٰ وفاتِ مسیح کی وجہ سے بعض سوال کئے گئے تو اس کے جواب میں جو کچھ انہوں نے کہا وہ الفتاویٰ میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں آپ فرماتے ہیں "ومن المعلوم ان ھذا الاعتقاد لایحصلہ کل ما یسمی دلیلاً وانما یحصلہ الدلیل القطعی الّذی لا تعتریہ شبھۃ۔ الاوّل الدلیل العقلی، الّذی سلمت مقدماتہ وانتھت فی احکامھا الی الحسّ والضرورۃ فھذا یفید الیقین ویحقق ذلک الایمان المطلوب۔ الثانی، الدلیل النقلی، اذا کان قطعیاً فی ورودہ وقطعیاً فی دلالتہ" بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مسلمانوں کے باہمی اختلافات میں جسے مؤرخین نے داخلی کلام کا نام دیا اصل دلیل نقل ہی تھی۔ نقل یعنی فرقان حمید ہی معیار اور محک تھا نظریات کی صحت کا۔ اور مباحثہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اسی اصل کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے سامنے پیش فرمایا کہ مسلمانوں کے باہمی تنازع میں حَکَم قرآن ہے۔

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر فرطِ محبت سے حضرت عمرؓ یہ کہتے تھے کہ حضورؐ فوت نہیں ہوئے، جو کہے گا آپؐ فوت ہو گئے ہیں میں اس کی گردن اُڑا دوں گا تو اُمّت کے اَعلم و اَتقیٰ اور اخشیٰ للہ (حضرت ابوبکرؓ) نے قرآن مجید کی آیات سے ہی اس مسئلہ کو صاف کیا تھا۔ آپ کا قرآن مجید کی یہ آیت پڑھنا تھا وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں نے سمجھ لیا میرا محبوب بھی اس دنیا میں نہیں رہا۔ میری آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا اور میری ٹانگیں مجھے جواب دینے لگیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام علم کلام کی تعریف

کے بارہ میں ابن خلدون سے متفق نہیں۔ حضور فرماتے ہیں:-

"تمام مذہبی مقدمات میں یہی ایک
قانون قدیم سے چلا آیا ہے کہ جب
کسی بات میں دونوں فریق تنازعہ
کرتے ہیں تو اول منقولات کے
ذریعہ سے اپنے تنازعہ کا فیصلہ کرنا
چاہتے ہیں اور جب منقولات سے
وہ فیصلہ نہیں ہو سکتا تو معقولات
کی طرف توجہ کرتے ہیں اور عقلی
دلائل سے تصفیہ کرنا چاہتے ہیں اور
جب کوئی مقدمہ عقلی دلائل سے بھی
طے ہونے میں نہیں آتا تو آسمانی فیصلہ
کے خواہاں ہوتے ہیں"
(روحانی خزائن تحفہ قیصریہ ص۲)

یہاں مذاہب کے باہم تنازعہ میں نقل کو حضور نے اولیت دی ہے۔ اور آسمانی فیصلہ کے متعلق میں مضمون میں کسی دوسری جگہ علیحدہ بیان کروں گا۔

علم کلام کی ابتداء

خلفائے راشدین کے زمانہ تک مسلمانوں میں علم کلام کی کوئی خاص بحثیں پیدا نہ ہوئیں۔ خلفائے راشدین کے زمانہ میں مسلمانوں کی ساری توجہ اسلام کی اشاعت، سربلندی اور مضبوطی پر مرکوز رہی۔ پہلی صدی کے مجدد حضرت عمر بن عبد العزیز نے بھی خلفائے راشدین کی طرز کو اپنایا۔ اپنے عمال کو ہدایات بھیجیں جن میں یہ درج تھا:-

"ان اللّٰہ بعث محمداً صلی اللّٰہ
علیہ وسلم الی الناس کافۃ
..... فادع الی الاسلام وأمر
بہ فان اللّٰہ قال ومن احسن
قولاً ممن دعا الی اللّٰہ و
عمل صالحاً وقال انني من
المسلمین۔ (عمر بن عبد العزیز
مقدمہ المحامی محمد علی ضناوی ص۳۶)

لیکن دوسری صدی کے شروع میں مسلمانوں کے فرقوں کی باہمی بحث و تمحیص نے شدت اختیار کی اور اس بارہ میں جو معرکے واصل بن عطاء کی بحثوں اور نظریات کی صورت میں پیش آئے انہوں نے معتزلہ کے طریق فکر کی تخلیق کی۔ ان بحثوں نے اتنا طول پکڑا اور اتنی شدت اختیار کی کہ اسلامی قوت و شوکت پر بھی اثر انداز ہوئیں۔ تاہم بنو امیہ کے زمانہ تک اسلام کے خلاف اعتراضات اور شکوک و شبہات کی گنجائش کم تھی۔ اس زمانہ میں اسلام کے خلاف زبان کھولنا آسان نہ تھا۔ بنو عباس کے زمانہ میں ہر قسم کی مذہبی آزادی دی گئی۔ فکر و قول کی آزادی تھی۔ اس پر مستزاد یہ کہ خلیفہ مہدی کے حکم سے یونانی فارسی کے علمی ذخیرے عربی میں منتقل کئے گئے۔ یونانی فلسفہ تو عقل کی ہی موشگافیاں تھیں۔ اس سے پہلے قرآن و حدیث کی ترویج تھی اور یہی معیار تھا۔ اب جب

یونانی اور ایرانی علماء کی کتب کے تراجم عربی میں ہوئے اور اسلام کے خلاف قول و فکر کی آزادی ہوئی تو ضرورت محسوس ہوئی کہ اسلام پر ہونیوالے اعتراضات کے جوابات کے لئے اور اسلامی عقائد کی حقانیت پر عقلی دلائل مہیا کئے جائیں۔ اس غرض کے لئے علماء نے منطق و فلسفۂ یونانی کا مطالعہ کیا اور ان کے ہتھیاروں سے ہی انہیں جواب دیا۔ اب معیار عقل کو بنانا پڑا کیونکہ مخالف نقل سے اعتراض پیش نہ کرتے تھے اور نہ اس کے قائل تھے۔ اس وقت مہدی کی ہدایات پر علماء نے محنت سے اس علم کا مطالعہ کیا اور اس محاذ پر اسلامی دلائل کی فوقیت کو تسلیم کروایا۔ لیکن مہدی کے زمانہ تک اس علم کا نام علم کلام نہ پڑا تھا۔ الملل والنحل میں علامہ شہرستانی نے لکھا ہے کہ یہ نام ہارون الرشید کے نامور بیٹے مامون الرشید کے عہد میں اس علم کو دیا گیا۔ ان وجوہ کی بناء پر اس زمانہ کے بعض اہل علم نے علم کلام میں نقلی دلائل کو شامل نہیں کیا۔

مامون کے زمانہ کا سب سے بڑا متکلم ابو الہذیل تھا۔ علم کلام پر سب سے پہلی کتاب ابو الہذیل نے لکھی۔ اس کا پورا نام عمر بن الہذیل بن عبد اللہ بن مکحول تھا۔ یہ بہت عمدہ مناظر اور ٹھوس استدلال کا ماہر تھا۔ الزام خصم میں بھی ید طولیٰ رکھتا تھا۔ اس نے کم و بیش ساٹھ کتب تصنیف کیں۔ مامون کے زمانہ میں جس قدر علمائے کلام تھے اُن کا پیشرو یہی تھا۔ اس زمانہ میں مخالفوں کے اعتراضات کا شافی اور مسکت جواب دیا جاتا۔ قرآنی ہدایات کے ماتحت مسلمان جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اور اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ کی زرّیں ہدایات پر عمل کرتے رہے اور جس نے علمی طریق پر اسلام پر طعن کیا اُسے علمی طریق پر مغلوب کیا کہ اسلام ایک دینِ حق ہے، وہ اپنے ساتھ قطعی اور یقینی دلائل رکھتا ہے۔ وہ جب بھی ظلمات اور باطل سے نبرد آزما ہوا اس نے روشنیوں کو ہی بکھیرا اور حق کا ہی بول بالا ہوا۔ لیکن بعد کے زمانہ میں ایسے علماء بھی پیدا ہوئے جنہوں نے کہا "اپنے عقائد کی حقانیت تو بے شک پیش کی جائے لیکن غیروں کے شبہات کو نہ لیا جائے" کہ ان کے بیان سے ان لوگوں کو بھی یہ اعتراضات معلوم ہو جائیں گے جنہیں پہلے علم نہ تھا اور ذہن مسموم ہوں گے اور مخالف کے پراپیگنڈے سے متاثر ہوں گے۔ میں اس کے متعلق اتنا ہی عرض کروں گا کہ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ کی مصداق اُمّت کے متأخرین کی یہ ذہنی پستی تھی۔ یہ کبوتر کی پالیسی کے مترادف تھا کہ بلّی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لی جائیں۔ اس بارہ میں امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے احقر نے بارہا سنا ہے کہ میں تو مخالف کے اعتراضات کو اس سے زیادہ زور سے بیان کرتا ہوں اور پھر اس کی دھجیاں فضائے آسمان میں بکھیرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کا کلامی پس منظر

تیرھویں صدی ہجری کے آخر میں اور بیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں علم کلام کے دو بڑے محاذ تھے۔ ایک محاذ اغیار نے کھول رکھا تھا۔ ایک طرف عیسائی یہ سمجھتے تھے کہ اپنے ترکش انہوں نے مسلمانوں پر خالی کرتے ہیں اور اسلام کا دفاع کرنے والے علماء ایک ایک کرکے ہتھیار پھینک رہے تھے۔ مولوی عماد الدین پادری عماد الدین بن چکا تھا۔ عبداللہ، عبداللہ آتھم بن چکا تھا۔ سراج الدین بپتسمہ لے چکا تھا اور وہ سمجھتے تھے عیسائیت کا گدلا چشمہ اب موجیں مارتا ہوا بحر زخار ہے۔ دوسری طرف ملک ہندوستان میں آریہ قوم ابھر چکی تھی جو اپنے روپے کے بل بوتے پر مسلمانوں پر حملہ آور ہو رہی تھی۔ وہ خاکم بدہن مکرر اوم کا جھنڈا لہرانے کی فکر میں تھی۔ اس وقت اپنے امت مسلمہ کو امت مرحومہ کہہ کر اس کا مرثیہ پڑھ رہے تھے۔

دوسرے محاذ کی یہ حالت تھی کہ مسلمانوں کے قلعے کی دیواروں میں شگاف پڑ چکے تھے۔ ان کے قدم متزلزل ہو چکے تھے۔ مسلمانوں کی باہمی آویزش سے یہ حالت تھی کہ چھوٹے چھوٹے فقہی اختلافات کی بنا پر لمبی چوڑی بحثیں کی جا رہی تھیں اور ایک دوسرے کی تکفیر کی جا رہی تھی۔ کوّے کی حلّت و حرمت پہ بحثیں طول کھینچ رہی تھیں۔ مسلمانوں کے سربرآوردہ مخالفین کے اعتراضات سے گھبرا کر قبولیت دعا اور وحی سے انکار کر رہے تھے۔ آیات و معجزات کے نام لیوا نیچریت کا دم بھرنے لگ گئے تھے۔ اس دوسرے محاذ کا نقشہ خون کے آنسو رلاتا تھا۔ اسلامی عقائد پر عقلی و نقلی دلائل دینے کی بجائے اپنے عقائد سے دستکش ہو جانا کتنا غم انگیز تھا۔ دہریت اور الحاد کی ہوائیں بھی تند تھیں۔ آج جس علم کلام کی ضرورت تھی اس کا ذکر علامہ شبلی سے سنیئے:۔

> "عباسیوں کے زمانہ میں اسلام کو جس خطرہ کا سامنا ہوا تھا آج اس سے کچھ بڑھ کر اندیشہ ہے۔ مغربی علوم گھر گھر پھیل گئے ہیں اور آزادی کا یہ عالم ہے کہ پہلے زمانہ میں حق کہنا اس قدر سہل نہ تھا جتنا آج ناحق کہنا آسان ہے مذہبی خیالات میں عموماً بھونچال سا آگیا ہے اور نئے تعلیم یافتہ بالکل مرعوب ہو گئے ہیں۔ قدیم علماء عزلت کے دریچہ سے کبھی سر نکال کر دیکھتے ہیں تو مذہب کا افق غبار آلود نظر آتا ہے۔ ہر **طرف سے صدائیں آ رہی ہیں کہ پھر ایک نئے کلام کی ضرورت** ہے۔ اس ضرورت کو سب نے تسلیم کیا ہے لیکن اصول کی نسبت اختلاف ہے۔ جدید تعلیم یافتہ گروہ کہتا ہے کہ نیا علم کلام بالکل نئے اصول پر قائم ہوگا

کیونکہ پہلے زمانہ میں جس قسم کے اعتراضات اسلام پر کئے جاتے تھے آج انکی نوعیت بدل گئی ہے۔ پہلے زمانہ میں یونان کے فلسفہ کا مقابلہ تھا جو محض قیاسات اور مظنونات پر قائم تھا۔ آج بدیہیات اور تجربہ کا سامنا ہے اسلئے اس کے مقابلہ میں محض قیاساتِ عقلی اور احتمال آفرینیوں سے کام نہیں چل سکتا" (علم الکلام صفحہ ۳-۴)

اس زمانہ میں قادیان کی سرزمین میں مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر میں اللہ تعالیٰ نے مہدیٔ دوران مسیح زماں کو پیدا فرمایا جس نے ببانگِ دہل اعلان کیا:-

"اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہینِ ساطعہ پر موقوف ہے اِس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے گو اس کی زندگی میں یا بعد وفات ہو۔ اور اگرچہ دین اسلام اپنے دلائلِ حقّہ کی رُو سے قدیم سے غالب چلا آیا ہے اور ابتداء سے اس کے مخالف رسوا اور ذلیل ہوتے چلے آئے ہیں لیکن اس غلبہ کا مختلف فرقوں اور قوموں پر ظاہر ہونا ایک ایسے زمانہ کے آنے پر موقوف تھا جو باعث کھل جانے راہوں کے تمام دُنیا کو ممالکِ متحدہ کی طرح بناتا ہو" (براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۲ حاشیہ۔ روحانی خزائن پہلی فصل)

یہاں یہ ذکر کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا کہ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ کی تفسیر میں مفسرین نے تسلیم کیا ہے کہ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ مسیح کے وقت میں ظہور پذیر ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے جسے اِس کام کے لئے مبعوث فرمایا اُس نے اِس غرض کے لئے اسّی کتب تصنیف کیں۔ اس نے اسلام کی حقانیت پر عقلی و نقلی دلائل بھی بیان کئے اور مخالفین کے اعتراضات اور شکوک و شبہات کے ایسے دندان شکن جواب دیئے کہ متکلم ہونے کا حق **ادا کر دیا**۔ علامہ نسفی نے اپنی کتاب شرح عقائد میں کلام کا اشتقاق کَلَمَ، یَکْلَمُ، کَلْمًا بھی قرار دیا ہے جس کے معنے جَرَحَ زخمی کرنے کے ہیں اور اس کی وجہ یہ قرار دی کہ یہ علم شدید اثر اور ہیجان پیدا کرتا ہے۔ اس کی حقیقت بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام میں نظر آتی ہے۔ حملہ آور مخالفین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دلائل سے ایسی ضربِ کلیمی لگائی کہ دشمن آج تک میدان میں پڑا اپنے زخم چاٹ رہا ہے۔ کفارہ اور نجات کے عقیدہ کے پیش کرنے والوں کو جب اس عجیب قربانی اور مصلوب ہونے کا مفہوم اُن کی کتابوں سے ملعون ہونا بتایا گیا تو کس طرح وہ پیچ پا ہوئے اور جنگ مقدس میں جب مخالفین نے لنگڑے لُولے اکٹھے کر کے پیش کئے کہ اگر آپ مسیح ہیں تو پہلے مسیح کی طرح ان پر ہاتھ پھیر کر انہیں شفا بخش دیں اور اس اعتراض کو سُن کر اپنے بھی حیران تھے کہ

اس کا جواب کیا ہوگا لیکن جب حضورؑ نے ان کا وار اُن پر اُلٹا یا تو عیسائی بغلیں جھانکنے لگے اور اُن کو وہاں سے چلا گیا۔

یونانی فلسفہ اور بدیہیات کے مقابلہ میں آپؑ نے مشاہدہ اور نشان نمائی کو پیش کیا کہ جس کا مقابلہ نہ کوئی متکلم کرسکتا ہے نہ کرسکا ہے۔ اسے مَیں اپنے مضمون کے آخر میں بیان کرونگا فی الحال مَیں علمی طور پر آپؑ کے کلام کے متعلق بیان کروں گا۔ یہاں صرف یہ بیان مقصود تھا کہ الحاد و دہریت کا آپؑ نے کس طرح رد فرمایا۔ دلیل زیادہ سے زیادہ ایک کاری ہتھیار ہے لیکن نشان نمائی اور مشاہدہ آسمانی بجلی ہے جس کا مقابلہ کوئی زمینی ہتھیار نہیں کرسکتا۔ میرا خیال ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو یہ کشف تھا کہ نئی زمین اور نیا آسمان آپؑ نے بنایا اُس کا یہ بھی مطلب تھا کہ نئے علمی دلائل (یہ زمین تھی) اور نئے نشاناتِ آسمانی (یہ آسمان تھا)

بنو عباس کے متکلم ابوالہذیل نے جسے بادشاہوں کی سرپرستی حاصل تھی اُسے عظیم متکلم اور متکلمین کا پیشرو کہا جاتا ہے، اُسے ساٹھ ہزار درہم سالانہ حکومت کی طرف سے ملتا تھا۔ لکھا ہے کہ اس کے ہاتھ پر تین ہزار غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور اس نے مباحثے اور کتب تصنیف کیں لیکن اس زمانہ میں ظاہر ہونے والے روحانی متکلم نے جس کا ذکر بعض دفعہ صرف چنے چبا کر اسّی سے اُوپر کتابیں تصنیف کیں۔ ابوالہذیل پر بنوعباس اور خاندانِ برامکہ ہُن برساتے تھے لیکن یہاں اپنے اور بیگانے کفر کے تیر چلاتے اور قتل کے جھوٹے مقدمات دائر کرتے تھے۔ اور اس کس مپرسی کے زمانہ کے متکلم کے ذریعہ ابوالہذیل سے کئی گنا زیادہ لوگ حقیقت اور حقانیتِ اسلام سے روشناس ہوئے اور رہتی دنیا تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

علم کلام میں حضورؑ کا پہلا شاہکار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کی تفصیل آپ کی اسّی سے اُوپر کتب نیز اشتہارات ہیں جو تبلیغ رسالت کے نام سے کتابی صورت میں چھپ چکے ہیں اور آپؑ کے ملفوظات ہیں جو دس جلدوں میں مدوّن ہو چکے ہیں۔ کیا کسی متکلم نے اس قدر عظیم علمی ذخیرہ چھوڑا ہے؟ وہ شخص جو کسی علمی مرکز میں سکونت پذیر نہیں ہے، جس کی جوانی بھی ڈھل چکی ہے، اپنے بیگانے اس کے دشمن ہیں، حالات اس کے ممد نہیں، وہ ایک دوات کمرے کے ایک طرف رکھتا ہے اور دوسری دوسری طرف، اُدھر جاتے ہیں تو روشنائی میں قلم ڈبو لیتے ہیں اور اِدھر آتے ہیں تو پھر سیاہی سے لیتے ہیں، لکھتے جاتے ہیں اور ٹہلتے جاتے ہیں۔ بھلا یہ کوئی مصنف ہے یا آسمانی بجلی ہے جو کوندتی جاتی ہے۔ جس نے حضورؑ کے کلام کا صحیح اندازہ کرنا ہے وہ آپؑ کی کتب کا مطالعہ کرے وہ یہ محسوس کرے گا کہ ان کے پیچھے ایک غیبی طاقت ہے وہ کسی دنیاوی

عالم کا کلام نہیں۔ مَیں آپ کے کلام کی تفصیل اور اس کی صحیح لذّت بیان نہیں کر سکتا۔ بعض اصولی امور کے بیان پر مَیں اکتفا کروں گا۔

پہلی کتاب جو آپ نے تصنیف فرمائی وہ براہین احمدیہ ہے جو مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہوئی اور اس نے قطبی کا نام پایا۔ اس کتاب میں آپ نے قرآن کی حقانیت اور اس کے بے نظیر کلام ہونے پر نیز حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق پر عقلی اور نقلی دلائل بیان فرماتے اور غیر مسلموں کے وساوس کے جواب دیئے ہیں۔ اس کتاب میں آپ نے معقولی دلائل کی افادیت پر بھی بحث کی (ملاحظہ ہو کتاب مذکور صفحہ ۹ روحانی خزائن) اور عقل کے عدم مبرا عن الخطاء ہونے پر بھی تفصیلی بحث کی۔ اس کتاب میں حضور نے فرمایا کہ کوئی غیر مسلم اس قسم کے دلائل اپنی کتاب اور مذہب کی حقانیت کے بارہ میں دکھا دے یا ہمارے دلائل کا رد کر دے تو ہم اسے دس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ اس کتاب کے اشتہار میں آپ فرماتے ہیں:-

"جمیع ارباب مذہب اور ملت کے جو حقانیت فرقانِ مجید اور نبوّت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہیں .... مشارکت اپنی کتاب کی فرقان مجید سے ان سب براہین اور دلائل میں جو ہم دربارہ حقیت فرقان مجید اور صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اس کتاب مقدس سے اخذ کر کے تحریر کریں اپنی کتاب سے اس کے ¼ کے برابر ہی دکھا دے اگر یہ نہیں تو ان دلائل کو ہی نمبروار توڑ دے تو ہم دس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔"

اس کتاب کی تصنیف کی غرض اور حکمت بھی آپ کے الفاظ میں سنیئے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"اے بزرگان و پیرانِ اسلام! آپ سب خوب جانتے ہوں گے کہ آجکل اشاعت دلائل حقیت اسلام کی نہایت ضرورت ہے اور تعلیم دینا اور سکھلانا براہین ثبوت اس دین متین کا اپنی اولاد اور عزیزوں کو ایسا فرض اور واجب ہو گیا ہے کہ ایسا واضح الوجوب ہے کہ جس میں کسی قدر ایماء کی بھی حاجت نہیں ...... خوب سمجھتے ہوں گے جو تالیف اس کتاب کی بلا خاص ضرورت نہیں۔ ہر زمانہ کے باطل اعتقادات اور فاسد خیالات الگ رنگوں اور روشنوں میں ظہور پکڑتے اور خدا نے ان کے ابطال اور ازالہ کے لئے یہی علاج رکھا ہوا ہے جو اسی زمانہ میں ایسی تالیفات مہیا کر دیتا ہے جو اس کی پاک کلام سے روشنی پکڑ کر پوری پوری قوت سے ان خیالات کی مدافعت کے لئے کھڑی ہو جاتی ہیں اور

معاندین کو اپنی لا جواب براہین سے ساکت
اور ملزم کرتی ہیں۔" (براہین احمدیہ حصّہ اوّل ص۱)

اس کتاب کے اشتہار میں ہی حضور نے فرمایا کہ اس تصنیف سے معاندین کے بے جا عذرات رفع کرنے کے لئے اور اپنی حجت ان پر پوری کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں برہمو سماج اور نیچریوں کا بھی آپ نے رد فرمایا اور نہایت لطیف بحث عقل اور الہام کی افادیت پر فرمائی۔ اس کتاب کا چھپنا تھا کہ ایک طرف مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور دوسری طرف دشمنوں کے کیمپ میں کھلبلی مچ گئی۔ اغیار میں سے لیکھرام نے حقائق کا منہ چڑانے کے لئے تکذیب براہین احمدیہ لکھی اور نتیجۃً اپنی موت کے نشان سے ہمیشہ ہمیش کے لئے اسلام کی صداقت پر مُہر ثبت کر گیا۔ مسلمان علماء میں سے مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو مولوی نذیر حسین دہلوی کے رفیق تھے ریویو لکھا اس میں کہا:۔

"یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی ..... ہمارے ان الفاظ میں کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتادے جس میں جملہ فرقہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ اور برہمو سماج سے اس زور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔" (اشاعۃ السنۃ جلد ۷ ص۱۶۹)

گویا اس پہلی تصنیف میں اسلام کی حقیت کے دلائل بھی مہیا فرمائے اور مخالفین کے اعتراضات کے جواب دیتے ہوئے انہیں دعوت مبارزت دے کر دس ہزار روپیہ کا گرانقدر انعام دے کر ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا۔

ویدک دھرم

جس برّاعظم میں آپ کا ظہور ہوا تھا اس میں سب سے بڑی قوت کا حامل ویدک دھرم تھا جو مشرک اور بُت پرست مذہب ہے۔ آپ کی بعثت کے وقت ان میں آریہ سماجی خاص طور پر اسلام کے خلاف ہر قسم کے حربے آزما رہے تھے۔ یہ مذہب اسلام کا حریف ہی نہیں بلکہ بدترین دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً
لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَ
الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا (مائدہ: ۸۳)

افسوس ہمارے عرب بھائی اس برّاعظم کے ہنود کی اسلام دشمنی کو کما حقہٗ نہیں جانتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی سب سے پہلی تصنیف میں جہاں اسلام کی حقیت کے عقلی اور نقلی دلائل بیان فرما دیئے وہاں اُن کے وساوس و اعتراضات کا بھی جواب دیا۔ چنانچہ برہمو سماج کے دس

وساوس کا تمبر وار حضورؑ نے اس میں جواب دیا۔ ہندو عقائد کے رد میں جس طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا اور ان کے مقابل پر اسلام کی حقیقت جس طرح واضح فرمائی اس کے کیا نتائج ظاہر ہوتے اور اس کا اہل علم پر کیا اثر ہوا اس کا اندازہ ایک واقعہ سے کیجئے۔ خاکسار اور جامعہ کے ایک اور استاذ پاکستان کی ایک عظیم یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامیات کے سربراہ سے ملنے گئے۔ دورانِ گفتگو انہوں نے جماعت کی علمی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا میرے ایک شاگرد نے ہندو مذہب والوں کے بعض اعتراضات لکھ کر بھجوائے تو میں نے اُسے کہا کہ آپ یہ قادیان لکھیں یا ربوہ کیونکہ ہر شخصے را مقالے و ہر نکتہ را مقامے ـــــ اور دنیا نے اسے مشاہدہ کیا کہ اس وقت آریہ مناظروں کے جواب کے لئے مسلمان قادیان سے مبلغین منگواتے تھے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل سے وہی لیس ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ نے اُن کے لئے سرمہ چشم آریہ، نسیم دعوت، سناتن دھرم، آریہ دھرم، قادیان کے آریہ اور ہم، کتب تصنیف فرمائیں۔ اور یہاں آپ کے اس مضمون کا ذکر بھی ضروری ہے جو جلسہ اعظم مذاہب میں پڑھا گیا اس جلسہ کے داعی ہندو تھے اور اس میں تمام مذاہب کے نمائندوں نے اپنے مذہب کی روشنی میں پانچ سوالوں کے جواب دیئے تھے۔ اس جلسہ میں بالاتفاق آپ کا مضمون تمام مذاہب کے نمائندوں کے مضامین پر بالا رہا۔ اس مضمون کے پڑھنے سے قبل آپؑ نے ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں فرمایا:-

"جلسہ اعظم مذاہب لاہور جو ٹاؤن ہال میں ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوگا اس میں اِس عاجز کا ایک مضمون قرآن شریف کے کمالات اور معجزات کے بارے میں پڑھا جائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اس کی تائید سے لکھا گیا ہے۔ اس میں قرآن شریف کے وہ حقائق اور معارف درج ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ درحقیقت یہ خدا کا کلام اور رب العالمین کی کتاب ہے ..... مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئیگا اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ وہ حاضر ہوں اور اس کو اوّل سے آخر تک سنیں شرمندہ ہو جائیں گی اور ہرگز قادر نہیں ہوں گی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلا سکیں خواہ وہ عیسائی ہوں خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اور۔"

یہ اشتہار آپؑ نے ۲۱ دسمبر کو شائع کروا کر

تقسیم کر دیا تھا۔ ہر لیکچر کے لئے تین گھنٹہ کا وقت مقرر تھا لیکن جب آپ کا مضمون شروع کیا گیا تو حاضرین کے اصرار پر جلسہ کا ایک دن صرف اس لئے بڑھایا گیا تا یہ مضمون مکمل طور پر پڑھا جا سکے۔

اس مضمون کے متعلق راولپنڈی کے اخبار چودھویں صدی نے لکھا:۔

"ہم مرزا صاحب کے مرید نہیں ہیں اور نہ ان سے ہم کو کوئی تعلق ہے لیکن انصاف کا خون ہم کبھی نہیں کر سکتے ....

.... مرزا صاحب نے کل سوالوں کے جواب (جیسا کہ مناسب تھا) قرآن شریف سے دیئے اور تمام بڑے بڑے اصول اور فروعاتِ اسلام کو دلائل عقلیہ اور براہینِ فلسفہ کے ساتھ مزین کیا۔ پہلے عقلی دلائل سے الٰہیات کے مسئلہ کو ثابت کرنا اور اس کے بعد کلامِ الٰہی کو بطور حوالہ پڑھنا ایک عجیب شان دکھاتا تھا"

آپ کلام کی تعریف میں سن چکے ہیں کہ اپنے عقائد کو عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کیا اور مخالفین کے شبہات کا رد کرنا۔ سرمہ چشم آریہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے معجزہ شق القمر کے بارہ میں نہایت عالمانہ اور محققانہ بحث فرمائی جس میں نیچریوں کے اعتراضات کا بھی کافی و شافی جواب دیا۔ اس کے علاوہ نجات دائمی ہے یا محدود اور روح و مادہ کے حدوث و انادی ہونے پر بحث فرمائی۔ اس کے علاوہ وید و قرآن کی تعلیمات کا مقابلہ فرمایا۔ اس کتاب کے متعلق ایک دشمنِ احمدیت نے یہ ریویو کیا تھا:۔

"اس میں ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اصولِ اسلام کی خوبی اور اصولِ مذہب آریہ کی برائی زیادہ شیوع پائے گی اور اس سے آریہ سماج کی ان مخالفانہ کارروائیوں کو جو اسلام کے مقابل میں کرتے ہیں روک ہوگی۔" (اشاعۃ السنہ جلد ۹ نمبر ۵، ۶)

ہندوؤں کے متعلق حضورؑ کے منظوم کلام میں بہت کچھ پایا جاتا ہے جیسے حضورؑ کے منظوم کلام میں دیکھا جا سکتا ہے لیکن اس قوم نے بحیثیتِ قوم اس کرشنِ ثانی کی میٹھی لے پر کان نہ دھرا۔ تب اس رودر گوپال نے سدرشن چکر سنبھالا اور لیکھرام کو اس کی زد میں لیا۔ لیکھرام کا نشان اس قوم کے لئے ایک عبرتناک نشان تھا اور اشارہ تھا خدائی تقدیر کی انگلی کا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مذہب کے مستقبل کے متعلق خدا سے اطلاع پا کر اپنی عظیم الشان کتاب تذکرۃ الشہادتین میں فرماتے ہیں:۔

"یہ خیال مت کرو کہ آریہ یعنی ہندو دیانندی مذہب والے کچھ چیز ہیں....

.... وہ مذہب مُردہ ہے اس سے مت ڈرو۔ ابھی تم میں سے لاکھوں کروڑوں

انسان زندہ ہوں گے کہ اس مذہب کو نابود ہوتے دیکھ لوگے۔ کیونکہ یہ مذہب آریہ کا زمین سے ہے نہ آسمان سے۔ اور زمین کی باتیں پیش کرتا ہے نہ آسمان کی۔ پس تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔"
(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن صفحہ ۶۸-۶۷)

ایک نکتہ :-

علم کلام میں حضورؑ کا یہ پہلا شاہکار (براہین احمدیہ) قریب قریب اُس زمانہ کی تصنیف ہے جس زمانہ میں دنیا کے ایک دوسرے گوشہ میں ایک فلسفی کارل مارکس نامی دنیا کو ایک دوسرے فلسفہ سے روشناس کرا رہا تھا اور اس کا کہنا تھا کہ اس کا فلسفہ زندگی کی مشکلات کا صحیح حل ہے۔ اپنی اس کتاب میں حضورؑ نے فلسفہ اور الہام، عقل اور وحی الٰہی پر بھی سیر حاصل بحث کی۔ حضورؑ نے ان دونوں کی تاثیرات کے انجام کا بھی ذکر فرمایا۔ آپؑ اپنی اس کتاب کے آخر میں فرماتے ہیں :-

"اسی طرح عقلی فلسفہ بغیر تائید شدائی کلام کے نہایت متزلزل اور غیر مستحکم اور بے ثبات اور بے بنیاد ہے ؎
پائے استدلالیاں چوبیں بود
پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود"

بہرحال یہ محض اتفاق نہیں کہ جب ایک شخص دنیا کو الحاد و دہریت کی تعلیم دیتا تھا اسی وقت اسلام کے شجرۂ طیّبہ میں ایک ایسا پاکیزہ پھل ظاہر ہوا جس نے دنیا کو اسلام کی حقیقت پر ایسے دلائل مہیا کئے جن کے بارہ میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے کہا تھا :-

"یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی ..... ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم از کم ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور و شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو" (اشاعۃ السنۃ جلد ۷ صفحہ ۱۶۹)

اس کے علاوہ عقائد کی حقانیت پر آپؑ نے متعدد کتب تصنیف کیں جن میں سے آئینہ کمالات اسلام، توضیح مرام اور حقیقۃ الوحی خالصۃً اسی پہلو سے تصنیف فرمائیں۔

عیسائیت کے متعلق آپؑ کا علم کلام

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی تھی کہ مسیح موعود کا زمانہ عیسائیت کے عروج کا زمانہ ہوگا۔ چنانچہ دجال یعنی گروہ پادریاں کا ظہور آپؑ کی آمد کے وقت پورے عروج پر تھا اور یہ فتنہ براعظم ایشیا میں ہی نہیں بلکہ تمام دنیا میں زوروں پر

تھا۔ اس فتنہ کے سدِ باب کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیفات میں بہت قیمتی اور قطعی دلائل تحریر فرمائے، عقلی بھی اور نقلی بھی۔ اس بارہ میں آپؑ کی ایک تصنیف "جنگِ مقدس" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ایک مناظرہ کی روئداد ہے جو امرتسر کے شہر میں پندرہ دن تک عبداللہ آتھم اور آپؑ کے درمیان ہوا جس کا انجام ایک پیشگوئی پر ہوا۔ حضرت قمر الانبیاء میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے اِس نشان کو عیسائیوں کے طرزِ عمل اور اللہ تعالیٰ کے ان سے سلوک پر دلیل بیان فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں :-

"عیسائی قوم اسلام کی حقانیت سے
متاثر ہو کر دل میں مرعوب ہوگی اور ایک
وقت تک خدائی گرفت سے بچی رہے گی
مگر جب وہ حق پر پردہ ڈالنے کا طریق
اختیار کرے گی اور اس کا رویہ صداقت
کے رستہ میں روک بننے لگے گا تو پکڑی
جائے گی اور پھر اس کی صف اس دنیا سے
عملاً لپیٹ دی جائے گی اور اس کے بعد
وہ زندہ قوموں میں شمار نہیں ہوگی"

اس کے علاوہ آپؑ نے انجامِ آتھم، چشمۂ مسیحی (یہ کتاب ینابیع الاسلام کے جواب میں لکھی گئی تھی) مسیح ہندوستان میں، سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، استفتاء قیصریہ، تحفہ قیصریہ، حجۃ الاسلام کتب تصنیف فرمائیں اور کم و بیش

آپؑ کی ہر کتاب میں عیسائیت کی تردید میں کچھ نہ کچھ لکھا جاتا رہا۔ ایسا کیوں نہ ہوتا کہ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؑ کو کاسرِ صلیب کا لقب عطا فرمایا تھا۔ بخاری کی حدیث ہے :-

والّذی نفسی بیدہ لیوشکنّ
ان ینزل فیکم ابن مریم
حَکَمًا عدلًا فیکسر الصلیب
ویقتل الخنزیر ویفیض المال
حتّٰی لا یقبلہٗ احد حتّٰی
تکون السجدۃ الواحدۃ
خیراً من الدنیا وما فیھا۔

(بخاری باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام)

آپؑ نے عیسائیت کے ردّ میں مسئلہ کفارہ، مسئلہ نجات، مسئلہ الوہیتِ مسیح اور قرآن مجید اور بائیبل کی تعلیمات کا موازنہ مختلف کتب میں فرمایا۔ آپؑ نے عیسائیت پر تابڑ توڑ حملے کئے۔ آپؑ نے جنگِ مقدس میں مسیح کی الوہیت کے ردّ میں عقلی دلائل بھی دیئے جیسے دلیل استقراء، اور نقلی دلائل بھی یعنی ان کی کتابِ مقدس سے ثابت کیا کہ مسیح اِلٰہ نہ تھا دیکھئے مباحثہ امرتسر میں ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء کے پرچے میں حضورؑ استقراء کی دلیل کو کس شان سے پیش فرماتے ہیں۔ اس دلیل کو پیش کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں :-

"تم نظر اٹھا کر دیکھو کہ جب سے یہ
سلسلہ تبلیغ اور کلامِ الٰہی کے نازل کرنے
کا شروع ہوا ہے ہمیشہ اور قدیم سے

انسان ہی رسالت کا مرتبہ پا کر دنیا میں آتے رہے ہیں یا کبھی اللہ تعالیٰ کا بیٹا بھی آیا ہے ..... ہاں اگر بائبل کے وہ تمام انبیاء اور صلحاء جن کی نسبت بائبل میں الفاظ موجود ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے بیٹے تھے یا خدا تھے حقیقی معنوں پر حمل کر لئے جاویں تو بے شک اس صورت میں ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ بیٹے بھی بھیجا کرتا ہے بلکہ بیٹے کیا بیٹیاں بھی۔" (جنگ مقدس ص۹۱ روحانی خزائن)

اس میں پہلے حصے میں دلیل استقرا ء عقلی دلیل الوہیت مسیح کی تردید میں دی گئی ہے اور پچھلے حصہ میں نقلی دلیل دی ہے کہ انجیل اور توریت میں ابن کا لفظ دوسرے انبیاء اور صلحاء کے متعلق بھی استعمال ہوا ہے پھر وہاں تم یہ مفہوم کیوں نہیں لیتے؟

یہاں یہ امر اور بھی مسرت آفریں اور الزام خصم میں مفید ہے کہ حضورؑ نے فرمایا عقلی دلیل بھی اپنی مسلّمہ الہامی کتاب سے ہی پیش کی جاوے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:—

"جس کتاب کی نسبت یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ فی حدِ ذاتہٖ کامل ہے اور تمام مراتب ثبوت کے وہ آپ پیش کرتی ہے تو پھر اس کتاب کا یہ فرض ہوگا کہ اپنے اثبات دعاوی کے لئے دلائل معقولی بھی آپ ہی پیش کرے نہ یہ کہ کتاب پیش کرنے سے بالکل عاجز اور ساکت ہو اور کوئی دوسرا شخص کھڑا ہو کر اس کی حمایت کرے۔"

(جنگ مقدس ص۹ روحانی خزائن)

اپنی کتاب تحفہ قیصریہ میں اس امر کو بطور اصول کے حضورؑ نے بیان فرمایا اور پھر اس اصل کی رُو سے حضرت مسیح کی الوہیت کی نفی فرمائی۔ آپؑ فرماتے ہیں:—

"تمام مذہبی مقدمات میں یہی ایک قانون قدیم سے چلا آیا ہے کہ جب کسی بات میں دو فریق تنازعہ کرتے ہیں تو اوّل منقولات کے ذریعہ سے اپنے تنازعہ کا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں اور جب منقولات سے وہ فیصلہ نہیں ہو سکتا تو معقولات کی طرف توجہ کرتے ہیں اور عقلی دلائل سے تصفیہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور جب کوئی مقدمہ عقلی دلائل سے بھی طے ہونے میں نہیں آتا ..... تو آسمانی فیصلہ کے خواہاں ہوتے ہیں ..... یسوع مسیح کی بریّت کے بارہ میں یہ تینوں ذریعے شہادت میں منقول کے ذریعہ سے اس طرح کہ تمام نوشتوں سے پایا جاتا ہے کہ یسوع دل کا غریب اور حلیم اور خدا سے پیار کرنے والا اور ہر دم خدا کے ساتھ تھا۔ پھر کیونکر تجویز کیا جائے کہ کسی وقت نعوذ باللہ اس کا دل خدا سے برگشتہ اور خدا کا منکر اور خدا کا دشمن ہو گیا تھا جیسا کہ لعنت

کا مفہوم دلالت کرتا ہے۔ اور عقل کے ذریعہ سے اس طرح پر کہ عقل ہرگز باور نہیں کرتی کہ جو خدا کا نبی اور خدا کا وحید اور اس کی محبت سے بھرا ہوا ہے اور جس کی سرشت نور سے مخمر ہو اس میں نعوذ باللہ بے ایمانی اور نافرمانی کی تاریکی آ جائے۔" (تحفہ قیصریہ صفحہ ۲۶)

نظریۂ نجات

نجات پر آپ نے ایسا پر حکمت نظریۂ اسلام پیش فرمایا کہ اس کے مطالعہ سے انسان اسلام کی برتری اور اس کی اعلیٰ تعلیم کا قائل ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ یہ بحث آپ چشمہ مسیحی اور سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب میں ملاحظہ کر سکتے ہیں حضور فرماتے ہیں:۔

"عیسائیوں کے نزدیک نجات کے یہ معنے ہیں کہ گناہ کے مواخذہ سے رہائی ہو جائے لیکن دراصل نجات کے یہ معنے نہیں ہیں۔ اور ممکن ہے کہ ایک شخص نہ زنا کرے نہ چوری کرے نہ جھوٹی گواہی دے نہ خون کرے اور نہ کسی اور گناہ کا جہاں تک اس کو علم ہے ارتکاب کرے اور باایں ہمہ نجات کی کیفیت سے بے نصیب اور محروم ہو۔" (چشمہ مسیحی صفحہ ۲۱)

"دراصل نجات اُس دائمی خوشحالی کے حصول کا نام ہے جس کی بھوک اور پیاس انسان کی فطرت کو لگا دی گئی ہو محض خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت اور اس کی پوری معرفت اور اس کے پورے تعلق کے بعد حاصل ہوتی ہے جس میں شرط ہے کہ دونوں طرف سے محبت جوش مارے۔" (چشمہ مسیحی صفحہ ۲۱-۲۵)

اور آپ نے فرمایا:۔

"نجات یافتہ کی علامات اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونا قبولیتِ دعا اور فرقان یعنی اعجاز کا عطا ہونا ہے۔"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۱۵)

پھر فرمایا:۔

"یہ نشانیاں عیسائیوں میں نہیں پائی جاتیں۔"

فرمایا:۔

"میں پھر کہتا ہوں کہ ہرگز وہ پاک زندگی عیسائیوں میں موجود نہیں ہے جو آسمان سے اُترتی اور دلوں کو روشن کرتی ہے بلکہ جیسا کہ میں بیان کر آیا ہوں بعضوں میں فطرتی بھلامانس ہونا عام قوموں کی طرح پایا جاتا ہے۔ سو فطرتی شرافت سے میری بحث نہیں۔ اس غربت اور شرافت کے لوگ ہر ایک قوم میں

کم وبیش پائے جاتے ہیں یہاں تک کہ بھنگی اور چمار بھی اس سے باہر نہیں۔"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۱)

قرآن و انجیل کی تعلیم کا موازنہ حضور نے اپنی کتاب کشتی نوح، جنگ مقدس اور سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب میں فرمایا۔

عیسائیت پر سب سے کاری ضرب

لیکن عیسائیت پر سب سے کاری ضرب اور اسلام کی مسیحیت کے مقابلہ میں سربلندی عقیدہ وفات مسیح سے کی۔ یہ وہ آسمانی حربہ ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر عطا فرمایا۔ مسیح کی حیات کے عقیدہ نے مسلمانوں کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید، احادیث نبویہ، اقوالِ ائمہ، بائیبل اور عقل سے ثابت کیا کہ مریم کا بیٹا ہمیشہ کی نیند سو چکا اور میرا نبی "زندہ نبی" ہے۔ چنانچہ فرمایا ؎

قد مات عیسیٰ مطرقًا ونبیّنا
حیٌّ و ربّی انّہ وافانی
واللہ انّی قد رأیتُ جمالہ
بعیون جسمی قاعدًا بمکانی
ھا ان تظنّیت ابن مریم عائشًا
فعلیک اثباتًا من البرھان
فاعلم بأن العیش لیس بثابتٍ
بل مات عیسیٰ مثل عبدٍ فانی
ونبیّنا حیٌّ وانّی شاھدٌ
وقد اقتطفت قطائف اللقیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"سنو! بہت ہی خوب ہوا کہ عیسائیوں کا خدا فوت ہو گیا اور یہ حملہ برچھی کے حملہ سے کم نہیں جو اس عاجز نے ...... ان دجّال صفت لوگوں پر کیا۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۶۲)

اور دیکھئے کس ہمدردی، خیر خواہی اور رازداری سے مسلمانوں کو یہ یقین دلاتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"اے میرے دوستو! ..... تمہیں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے لمبے لمبے جھگڑوں میں اپنے اوقاتِ عزیزہ کو ضائع کرو صرف مسیح ابن مریم کی وفات پر زور دو اور پُرزور دلائل سے عیسائیوں کو لاجواب اور ساکت کر دو جب تم مسیح کا مُردوں میں داخل ہونا ثابت کر دو گے اور عیسائیوں کے دلوں پر یہ نقش کر دو گے اُس دن سمجھو کہ آج عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک ان کا خدا فوت نہ ہو ان کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۳۴)

اے کاش! مسلمان اسی حربہ کو اپناتے۔

اوائل میں جب حضور علیہ السلام نے اس نظریہ کو بیان فرمایا تو نافہم علماء نے اس بناء پر کفر کا فتویٰ لگایا کہ یہ کہتا ہے مسیح ناصری فوت ہو گیا ہے۔ المنبر لائلپور لکھتا ہے :-

"سب سے پہلے انہوں نے مسیح علیہ السلام کو مُردہ قرار دیا۔ علماء اسے برداشت نہ کر سکے اور مرزا صاحب پر کفر کا فتویٰ لگایا۔" (المنبر ۱۸ ستمبر ۱۹۶۴ء صفحہ ۱۱)

آپؑ نے اس مضمون کی تفصیل اپنی تصنیف ازالہ اوہام میں فرمائی جس میں قرآن مجید کی تیس آیات اور احادیث سے مسیحؑ کی وفات کو ثابت فرمایا اور علماء کو چیلنج دیا کہ "اگر توفی باب تفعّل سے ہو، اللہ فاعل ہو، مفعول ذی روح ہو، کوئی قرینہ لیل یا نوم کا نہ ہو تو اس کے معنے بجز وفات کے اور کچھ نہیں۔ اگر اس کے خلاف ایک مثال قرآن، حدیث یا لغت عرب سے دکھا دو تو ایک ہزار روپیہ انعام لو۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۳۷۵)

پھر آپؑ نے فرمایا :-

"مسلمانوں کی خوش قسمتی اسی میں ہے کہ مسیح مر جائے۔ اب زمانہ بھی ایسا آ گیا ہے کہ خیال تبدیل ہوتے ہیں۔ کچھ دن جاتے ہیں کہ کچھ مریں گے۔ باقی ایسے ضعیف ہو جائیں گے کہ ان کی طاقت ہی نہ رہے گی اور ان کا وجود عدم وجود برابر ہوگا۔"

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور ان دلائل کی بدولت آج یہاں تک نوبت پہنچ چکی ہے کہ افراد ہی نہیں مکاتبِ فکر بھی اس نظریہ کو قبول کر رہے ہیں۔ وہ آواز جو قادیان کی گوردیہہ سے اٹھی تھی آج اس کی صدائے بازگشت ازہر کے گنبدوں سے سنائی دے رہی ہے۔ یہ آپ کو معلوم ہے کہ ازہر کے ریکٹر الشیخ محمود شلتوت نے کئی صفحات پر مشتمل فتویٰ دیا جس میں قرآن سے ثابت کیا کہ مسیح فوت ہو گیا ہے آسمان پر نہیں گیا اور یہ فتویٰ آپ کی کتاب الفتاوی میں ۱۹۵۹ء بمطابق ۱۳۷۹ھ الادارۃ الثقافیۃ الاسلامیۃ کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ اب اس کا دوسرا ایڈیشن "القلم" سے شائع ہوا ہے جس میں استاذ شلتوت کے متعلق لکھا ہے :-

"وقد افاض اللّٰہ علی امامنا الراحل من العلم الغزیر و الرأی البصیر والاجتهاد القدیر ماجعله یتحرّر من ان یلتزم مذهبًا خاصًا او یتقیّد برأی فقه معین۔ بل استوحی القرآن والحدیث الصحیح وقواعد الاسلام العامة الخالدة وهو یعالج بفطنة وبصیرة وادراك مایعرض

حیاۃ المسلم الیوم من احداث
ومشاکل لم تعترض حیاۃ
المسلم من قبلُ۔"

کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے مرحوم
امام کو صحیح رائے، بصیرت اور
قوتِ اجتہاد دی تھی جس کی وجہ سے
وہ کسی کے مقلد نہ تھے۔ ان کی اپنی
آزاد رائے ہوتی تھی۔ قرآن اور
صحیح حدیث اور قواعد شرع اسلامیہ
کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کے دیئے
ہوئے علم، بصیرۃ اور ذہانت
سے مسلمانوں کے پیش آمدہ مسائل
کا حل پیش کرتے تھے۔

حیاتِ مسیح کے عقیدے کے بارے میں پرویز
صاحب نے لکھا ہے:۔

"باقی رہا عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ
آپ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے
تھے تو قرآن سے اس کی بھی تائید
نہیں ہوتی۔ بلکہ اس میں ایسے شواہد
موجود ہیں جن سے واضح ہوتا ہے
کہ آپ نے اور رسولوں کی طرح
اپنی مدت پوری کرنے کے بعد
وفات پائی۔" (شعلۂ مستور)

مسئلہ وفاتِ مسیح ہی وہ ہتھیار ہے جس کے
ذریعہ عیسائیت کو شکست دی جا سکتی ہے۔ اور
بفضلہٖ تعالیٰ مسیح موعودؑ کے عطا کردہ دلائل کی دنیا
قائل ہو رہی ہے اور جو اس ہتھیار کو ہاتھ میں لیکر
عیسائیوں کے سامنے گئے ہیں انہوں نے مشاہدہ
کیا ہے کہ کس طرح وہ صلیب کے پرخچے اڑا رہے ہیں۔

سکھ مت اور حضرت مسیح موعودؑ

اس برِ اعظم میں ہندومت اور عیسائیت
کے بعد ایک جاندار مذہب سکھوں کا ہے۔ اس کے
بانی حضرت باوا نانک علیہ الرحمۃ تھے۔ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام نے اپنی کتاب "ست بچن" میں دنیا کو نظریہ
دیا کہ باوا نانکؒ مسلمان تھے۔ اور اس کے لئے
آپؑ نے بابا صاحب کے چولہ کی تحقیق کروائی اور خود
ڈیرہ بابا نانک جا کر اس چولہ کو دیکھا اور اسے دنیا
کے سامنے پیش کیا کہ اس پر جگہ جگہ قرآن مجید کی آیات
اور کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ یہ چولہ ڈیرہ بابا نانک میں
محفوظ تھا۔ اس چولہ کا منظرِ شہود پر آنا تھا کہ سکھوں
نے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے جن میں سے یہ
عذرِ لنگ بھی تھا کہ یہ بابا صاحب کا چولہ ہے ہی نہیں
لیکن سکھ ودوانوں نے ہی اس کی تردید کی۔
ست بچن کی تصنیف کا کیا اثر ہوا اس کا
اعتراف غیر مسلم اخباروں نے کیا ہے:۔

"ویر سنگھ ولیٹ نے ۱۸۹۹ء میں
لکھا تھا کہ "ست بچن" کے اثر سے کئی
سکھ شیخ صاحب میں تبدیل ہو چکے ہیں۔
جب اس تحقیق کا جواب لکھنے کے لئے سکھوں

نے پنڈت لیکھرام سے کہا تو اُس نے سکھوں کو یہ جواب دیا :-

"معزز سکھوں نے کہا تھا کہ آپ اس کا جواب تحریر کریں تو میں نے اُن سے یہ شرط کی تھی مہنت مذکور سے چولہ لے کر میرے حوالہ کریں۔ میں جلسہ کر کے روبروئے عام لوگوں کے اس کو ما جس لیکر جلا دوں گا بعد اس کے جواب لکھوں گا۔ انہوں نے مہنت سے چولہ لینے کی معذوری ظاہر کی اور میں نے خموشی اختیار کی۔"

(سوانح عمری پنڈت لیکھرام آریہ مسافر مصنفہ گنڈا رام بحوالہ تاریخ احمدیت)

یہ وہ ہتھیار ہے جس کی بدولت احمدی مبلغ سکھوں کے مقابل ہمیشہ غالب رہے اور سکھوں کے بالمقابل مناظروں میں متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کی طرف سے وہی پیش ہوئے۔ جہاں یہ اہلِ اسلام کو اُن کے مقابل غالب کرنے کا ذریعہ ہے وہاں سکھوں اور مسلمانوں میں اتحاد کا بھی یہی ذریعہ ہے اور ہو سکتا ہے۔

داخلی علم کلام

علم کلام کا ایک حصہ مسلمان فرقوں کے مابین دفاعی یا علم کلام پر مشتمل ہے جسے مورخین علم کلام نے داخلی علم کلام کا نام دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فقہی مسائل میں شدت کو پسند نہیں فرمایا کہ اشاعتِ اسلام میں یہ چیز بجائے مفید ہونے کے مضر ثابت ہوئی ہے۔ اہل سنت کے بعد مسلمانوں میں سب سے بڑا فرقہ اہلِ تشیع کا ہے جو اس نظریہ کے حامل ہیں کہ خلافت بلافصل کے حقدار علیؓ تھے اور ابوبکرؓ غاصب اور ظالم تھے حضور نے اس مسئلہ پر سر الخلافہ کتاب تصنیف فرمائی اور قرآن کی سورۃ نور کی آیتِ استخلاف سے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کو ثابت فرمایا۔ اور ثابت کیا کہ اس آیت سے ابوبکرؓ کی خلافت بدرجہ اولیٰ ثابت ہوتی ہے اور یہ کہ علاماتِ خلافتِ راشدہ یعنی تمکنتِ دین اور فتنوں کا مبدل بامن ہونا تو ابوبکرؓ کے زمانہ میں حضرت علیؓ سے بہتر نظر آتا ہے۔

نزول المسیح میں آپ نے علامہ مجلسی کے اس اعتراض کا جواب دیا کہ حضرت حسین علیہ السلام تمام انبیاء سے افضل تھے۔ اس طرزِ کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کو ثابت کرنے کے لئے اوّل قرآن سے استدلال کیا کیونکہ آپ یہ اصل اہلِ اسلام کے سامنے پیش فرما چکے تھے کہ مسلمانوں کے باہمی تنازعہ کے لئے قرآن کو اوّلیت حاصل ہے۔ آپ نے الحق لدھیانہ میں فرمایا :-

"یہ کلام مُحکَم ہے اور قولِ فصل ہے اور حق اور باطل کی شناخت کے لئے فرقان ہے اور میزان ہے تو کیا یہ ایمان داری ہوگی کہ

ہم خدا تعالیٰ کے ایسے فرمودہ پر
ایمان نہ لائیں؟" (الحق لدھیانہ ص۲۲)

دوم آپؑ نے تاریخی حقائق یعنی بدیہیات کو پیش فرمایا جو عقلی دلیل ہے اور اس لحاظ سے وہ مفید یقین ہے کہ تاریخی حقائق پر مشتمل تھی تیسرے آپؑ نے مخالفین کے اعتراضات کے جواب بھی دیئے۔

دوسرا مسئلہ نیچریت کا فتنہ تھا یا

احادیث کے مفہوم کے اعتبار سے قدریہ کا کیونکہ انہوں نے خدا کے منکرین کے خیالات بھی اپنے نظریات میں سموئے ہوئے تھے۔ بے شک فلسفۂ مغرب سے متاثر ہو کر بعض مسلمانوں نے اسے اختیار کیا تھا لیکن یہ دہریت اور الحاد کا پہلا زینہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس خطرہ کو بھانپ کر ہی فرمایا:۔

"وہ نیچریت میں حد سے بڑھ گئے
ہیں قریب ہے کہ وہ دہریہ ہو جائیں"
(ملفوظات جلد دہم ص۳۷۶)

کیونکہ اللہ تعالیٰ کو قادرِ مطلق خیال نہ کرنا، اُس کو مجیب الدعوات نہ ماننا اس کے لازمی نتائج تھے۔ اگر ایک مسلمان دُعا کا قائل نہیں تو بموجب آیت قرآنی قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ دُعاؤں کا منکر خدا سے کیا علاقہ رکھ سکتا ہے۔ اُن کا نظریہ تھا کہ جو مقدر ہے اس کے لئے دُعا کرنے کی ضرورت کیا ہے اور جو مقدر نہیں اس کے لئے فائدہ کیا۔ اور یہ کہ یہ سب کچھ قانونِ نیچر کے ماتحت ہو رہا ہے۔ اسی قسم کے خیالات کا اظہار پنڈت لیکھرام نے بھی کیا تھا۔ دراصل مسلمانوں کے اس طائفہ کا ہراول دستہ یہ لوگ تھے جو مغربی اعتراضات سے مرعوب ہو کر بجائے اُن کو جواب دینے کے معذرت کی پالیسی کو اختیار کر رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قانونِ نیچر کی حدوبست کے دلائل کا تار و پود اپنی کتاب سرمہ چشم آریہ میں بکھیر کر رکھ دیا اور دُعا کے منکرین کو اپنی کتاب برکات الدعا کے شروع میں آیت اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ سے قبولیت دعا کا قائل کرنا چاہا اور آیت بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْهِ اِنْ شَآءَ (سورہ انعام۔ برکات الدعا ص۱۳) کو پیش فرمایا۔

اور ان دلائل کے آخر میں اسلام کے شجرۂ طیبہ کے پاکیزہ پھل یعنی "مشاہدہ" کو پیش فرمایا کہ عقلی دلیل کا بھی جواب ہو سکتا ہے، نقلی کا بھی جواب دیا جا سکتا ہے لیکن مشاہدہ کو کیونکر جھٹلایا جا سکتا ہے۔ آپ اس گروہ کے سرخیل کو مخاطب کر کے دلائل کے آخر میں فرماتے ہیں اور کس تحدی اور قطعیت کے ساتھ مخاطب کرتے ہیں۔

ے

از دُعا کن چارۂ آزارِ انکارِ دعا
چوں علاج مے ز مے وقتِ خمار و التہاب
اے کہ گوئی گر دعاہا را اثر بودے کجاست
سُوئے من بشتاب بنمائم ترا چوں آفتاب

ہاں مکن انکار زیں اسرار قدرت ہائے حق
قصہ کوتاہ کن ببیں از ما دعائے مستجاب

اوران اشعار کے بعد حضور نے اپنی دعا کی قبولیت کی خبر دی کہ لیکھرام کے متعلق خدا تعالیٰ نے مجھے یہ خبر دی ہے۔ دیکھئے علامہ شبلی نے اپنی کتاب علم کلام میں کہا تھا:-

"آج بدیہیات اور تجربہ کا سامنا ہے اس لئے اس کے مقابلہ میں محض قیاسات عقلی اور احتمال آفرینیوں سے کام نہیں چل سکتا۔"

شبلی نے بالکل درست کہا تھا تجربوں کا جواب محض دلائل سے نہیں۔ یہ دلائل تو زمینی آندھیاں ہیں لیکن مشاہدہ اور اس پر پیشگی آسمانی بجلی ہے جس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ آج فلسفہ اور دہریت والحاد کے اس زمانہ میں اس آسمانی حربے کی ضرورت تھی جو ان قیاسات عقلیہ اور خیال آفرینی کے مقابلہ میں تجربہ پیش کرے۔ اور اس پر کونسا مینی متکلم پورا اتر سکتا ہے؟ آج بنو عباس کا متکلم ابو الہذیل زندہ ہوتا تو عجز دلائل کے سحر کے کیا کر سکتا؟ آج ضرورت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی تھی۔ اس مسئلہ میں دلائل حضور نے سرمہ چشم آریہ اور کشتی نوح میں بیان فرمائے جہاں آپ نے دعا کا ذکر فرمایا۔ سرمہ چشم آریہ کے ذکر کے ضمن میں یہ بھی سن لیجئے کہ متکلمین نے یہ بحث بڑے زور وشور سے کی ہے کہ معجزہ دلیل نبوت ہے یا نہیں۔ اسی غرض کے لئے انہوں نے نبوت کی تعریف اور اس کی کیفیت پر بھی بحث کی اور پھر معجزہ کی حقیقت پر بھی عالمانہ بحثیں کیں لیکن یہ مسئلہ جوں کا توں رہا کہ کیا معجزہ دلیل نبوت ہے یا نہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب سرمہ چشم آریہ میں معجزہ کو چار اقسام میں تقسیم کیا ہے (۱) معجزۂ علمیہ (۲) معجزۂ عقلیہ (۳) معجزۂ برکات روحانیہ اور (۴) معجزۂ تصرفات خارجیہ۔ اس تقسیم سے یہ ساری بحث ختم ہو جاتی ہے متکلمین اور اہل علم کی یہ غلطی تھی کہ وہ معجزہ کو تصرفات فی الخارج میں محصور سمجھتے تھے اور معجزۂ علمیہ اور معجزہ برکات روحانیہ کو فرقان سمجھتے ہی نہ تھے۔ دیکھئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تقسیم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا میدان کتنا وسیع ہو جاتا ہے اور یہ بحث کس طرح حل ہو جاتی ہے کہ معجزہ دلیل نبوت ہے یا نہیں؟ قرآن کے معجزہ سے بڑا معجزہ کونسا ہے اور حضور کی روحانی برکات کے معجزہ کی نظیر کس نبی کی زندگی میں پائی جا سکتی ہے؟

مقام سنت و حدیث

مسلمانوں کے داخلی کلام میں آج جن ابحاث نے بڑی اہمیت حاصل کر لی ہے ان میں سے ایک بحث سنت و حدیث کے مقام کی تعیین ہے۔ ایک طرف وہ مسلمان ہیں جنہوں نے دنیا کو حدیث سے متنفر کرنے کے لئے شب و روز وقف کر رکھے ہیں اور دوسری

طرف وہ مسلمان ہیں جنہوں نے یہ کہا کہ قرآن میں محکمات بھی ہیں اور متشابہات بھی حدیث میں یہ تقسیم نہیں۔ لہٰذا حدیث تمام کی تمام واجب العمل ہے جب کہ قرآن کی متشابہات واجب العمل نہیں۔ نیز یہ کہ نبی کا قول قرآن کے خلاف ہو تو حجت نبی کا قول ہے (نعوذ باللہ)۔

اِس بارہ میں ایک غلطی یہ تھی کہ سُنّت کو بھی حدیث کا ہی حصہ قرار دیا جاتا۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے طریق وسط اور صحیح مسلک اختیار فرمایا۔ اس کے لئے آپؑ کی کتاب الحق لدھیانہ ریویو بر مباحثہ بٹالوی وچکڑالوی اور کشتی نوح ملاحظہ فرمائیں۔ حضورؑ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی ہدایت کیلئے قرآن کے بعد دوسرا ذریعہ سُنّت ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانوں کو دیا گیا ہے سُنّت ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی کارروائیاں جو آپؐ نے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کیلئے کرکے دکھلائیں۔ مثلاً قرآن شریف میں بظاہر پنجگانہ نمازوں کی رکعات معلوم نہیں ہوتیں کہ صبح کس قدر اور دوسرے وقتوں میں کس کس تعداد پر لیکن سُنّت نے سب کچھ کھول دیا ہے۔ یہ دھوکہ نہ لگے کہ سُنّت اور حدیث ایک چیز ہے کیونکہ حدیث تو سو ڈیڑھ سو برس کے بعد جمع کی گئی مگر سُنّت کا قرآن شریف کے ساتھ ہی وجود تھا۔۔۔۔۔ تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثیں کھول کر بیان کرتی ہیں اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم اور سُنّت کی خادم ہے۔ جن لوگوں کو ادب قرآن نہیں دیا گیا وہ اس موقع پر حدیث کو قاضی قرآن کہتے ہیں۔ جیسا کہ یہودیوں نے اپنی حدیثوں کی نسبت کہا۔ مگر ہم حدیث کو خادم قرآن اور خادم سُنّت قرار دیتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ آقا کی شوکت خادموں کے ہونے سے بڑھتی ہے۔ قرآن خدا کا قول ہے اور سُنّت رسول اللہ کا فعل اور حدیث سُنّت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے۔ نعوذ باللہ یہ کہنا غلط ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے۔ اگر قرآن پر کوئی قاضی ہے تو وہ خود قرآن ہے۔۔۔ ۔۔۔ یہ مت کہو کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے بلکہ یہ کہو کہ حدیث قرآن اور سُنّت کے لئے تائیدی گواہ ہے۔ البتہ سُنّت ایک ایسی چیز ہے جو قرآن کا منشاء ظاہر کرتی ہے۔ اور سُنّت سے وہ راہ مراد ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر صحابہ کو ڈال دیا تھا۔۔۔۔ ہاں حدیث بھی اگرچہ اکثر حصہ

اس کا ظن کے مرتبہ پر ہے مگر بشرط عدم تعارض قرآن و سُنّت تمسک کے لائق ہے اور مؤید قرآن و سُنّت ہے اور بہت سے اسلامی مسائل کا ذخیرہ اس کے اندر موجود ہے۔ پس حدیث کا قدر نہ کرنا گویا ایک عضو اسلام کا کاٹ دینا ہے ...... بہرحال احادیث کی قدر کرو اور اُن سے فائدہ اٹھاؤ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں۔ اور جب تک قرآن اور سُنّت ان کی تکذیب نہ کرے تم بھی اُن کی تکذیب نہ کرو بلکہ چاہیئے کہ احادیث نبویہ پر ایسے کاربند ہو کہ کوئی حرکت نہ کرو اور نہ کوئی سکون۔ اور نہ کوئی فعل کرو اور نہ ترکِ فعل، مگر اُس کی تائید میں تمہارے پاس کوئی حدیث ہو لیکن اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو قرآن شریف کے بیان کردہ قصص سے صریح مخالف ہے تو اُس کی تطبیق کے لئے فکر کرو شاید وہ تعارض تمہاری ہی غلطی ہو۔"

(کشتی نوح صفحہ ۱۰۵-۱۱۰)

دیکھئے یہ مسلک کس درجہ صحیح اور ہر ذریعہ ہدایت کو اُس کے صحیح مقام پر رکھتا ہے۔ علمی طور پر اگر کسی نے آپ سے پہلے اس طریق کو بیان کیا ہو جو افراط و تفریط سے مبرا ہو تو کوئی ہمیں دکھائے کس درجہ بصیرت افروز اور رُوح و قلب کو سکینت بخشنے والا اور وسط کا یہ طریق ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا۔ اس میں مختلف مکتبِ خیال کے غلط خیالات کی تردید بھی ہے کہ کلام کا یہ ضروری حصہ ہے اور صحیح مسلک کی حکمت کا اظہار بھی ہے۔

فتنہ بہائیت

اسلام کے خلاف موجودہ فتنوں میں سے ایک فتنہ بہائیت کا ہے۔ اس کے بانی اور ہم نوا بھی اسلام سے مرتد ہوئے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ شریعتِ اسلامیہ منسوخ ہو گئی ہے۔ ان کے خیال کی تردید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کشتی نوح میں اعلان فرمایا کہ قرآن کا ایک شوشہ بھی منسوخ نہیں ہو سکتا۔ پھر آپؑ نے تعلیم قرآن کی عالمگیری اور اس کے ابدالآباد تک ہونے کے لئے اپنی متعدد کتب میں بڑی تحدی کے ساتھ چیلنج فرمایا۔

اس کے علاوہ آپؑ نے قرآن کے دائمی اور ناقابلِ منسوخ ہونے پر جنگِ مقدس، آئینہ کمالاتِ اسلام، ازالہ اوہام اور چشمہ معرفت میں دلائل بیان فرمائے بلکہ آپؑ کی اکثر کتب میں یہ مضمون ہے کہ اسلام زندہ مذہب ہے اور قرآن زندہ کتاب ہے اور آنحضرتؐ زندہ نبی ہیں۔

اسلامی احکام کی حکمت

کلام کی تعریف میں اپنے عقائد کی حقیت پر عقلی و نقلی دلائل دینا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اسلامی اصولوں کی فلاسفی پر ایک مستقل کتاب لکھی جس

ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔ اس کے علاوہ آپ نے اسلامی احکام کی حکمتیں ایسے رنگ میں بیان فرمائیں کہ یہ اُسی کا حصہ تھا جو یُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ کے مصداقِ عظیم کے شاگردِ عظیم تھے۔ آپ نے پنجوقتہ نماز کے احکام کی فلاسفی بیان فرمائی جو کشتی نوح میں درج ہے۔ آپ نے ابنِ مریم کے نام کی حکمت بیان فرمائی اور زرد چادروں کی تعبیر کی۔ کسرِ صلیب اور قتلِ خنزیر اور نزولِ مسیح کی حکمت بیان فرمائی۔

اس کے علاوہ آپ نے ملائکہ کے بارہ میں آئینہ کمالاتِ اسلام اور توضیح مرام میں اسلامی عقائد کی توضیح فرمائی کہ ملائکہ کے متعلق متکلمین نے عجیب عجیب خیالات کا اظہار کیا تھا۔

الغرض علم کلام کی تعریف کے مطابق آپ نے داخلی اور خارجی دونوں قسم کے کلام پر مشتمل دلائل بیان فرمائے۔ آپ نے اسلامی عقائد کی حقانیت پر عقلی دلائل بھی بہم پہنچائے اور نقلی بھی۔ اس کے علاوہ آپ نے اُن اعتراضات کے جواب بھی دیئے جو اسلام پر مختلف جہات سے کئے جاتے تھے۔

دلائل میں اعجاز نمائی

دلائل میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کو اعجاز نمائی عطا فرمائی گئی تھی۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:-

"یہ بات بھی اِس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ مَیں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاپردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب مَیں عربی میں یا اُردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو مَیں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔ اور ہمیشہ میری تحریر گو عربی ہو یا اُردو یا فارسی دو حصہ پر تقسیم ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہے اور مَیں اُس کو لکھتا جاتا ہوں اور گو اس تحریر میں مجھے کوئی مشقت اُٹھانی نہیں پڑتی مگر دراصل وہ سلسلہ میری دماغی طاقت سے کچھ زیادہ نہیں ہوتا یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اُس کے فضل کے ساتھ ممکن تھا کہ اُس کی معمولی تائید کی برکت سے جو لازمہ فطرتِ خواصِ انسانی ہے کسی قدر مشقت اُٹھا کر اور بہت سا وقت دے کر مَیں لکھ سکتا ہوں واللّٰہ اعلم۔ دوسرا حصہ تحریر کا محض خارقِ عادت کے طور پر ہے۔" (نزول المسیح ص۵۶)

اور اسی نزول المسیح میں آپ نے فرمایا ہے کہ بلیغ عبارت کی آمد کا معجزہ بحر زخار کی طرح دیا گیا ہے۔ نیز اس ضمن میں آپ نے فرمایا کہ مَیں نے باتیں

کے قریب عربی کتب بمطلب مقابلہ تصنیف کی ہیں۔

اعجاز و نشان نمائی

اب میں جس اعجاز کا یہاں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ دلائل کے بعد آپ کا مخالفین کو اعجاز نمائی کے لئے مقابل پر بلانا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک متکلم کے بس کا روگ نہیں اور آپ سے اس لئے ظہور میں آیا کہ آپ صرف ایک متکلم نہ تھے بلکہ آپ خدا کے مامور تھے۔ وہ حق کا فرقان تھا جو حق کے غلبہ کے لئے ظاہر ہوا تھا۔ ظاہر ہے کہ دلیل کے مقابلہ میں اچھی یا بُری، غلط یا صحیح دلیل دی جا سکتی ہے لیکن نشان نمائی کسی ماں کے لال کے اختیار میں نہیں۔ اور یہ وہ امر ہے جس نے اس زمانہ میں اسلام کو ادیانِ باطلہ پر غالب کیا۔ اور یہ وہ نیا آسمان تھا جس کی تخلیق آپ کے ذریعہ ہوئی یعنی آسمانی نشان۔ اور یہ وہ امر تھا جس کے لئے آپ کی روح مضطرب تھی کہ کاش کوئی مقابل پر آتا۔ اور جو آیا وہ لیکھرام کی طرح اپنی موت سے اسلام کی صداقت پر مُہر تصدیق ثبت کر گیا۔ اپنی پہلی کتاب براہین احمدیہ کے اخیر میں آپ فرماتے ہیں۔

"اب وہ واعظانِ انجیل اور پادریانِ گم کردہ سبیل کہاں اور کدھر ہیں کہ جو پرلے درجے کی ہٹ دھرمی کو اختیار کر کے محض کینہ اور عناد اور شیطانی سیرت کی راہ سے عوام کالانعام کو یہ کہہ کر بہکاتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی ظہور میں نہیں آئی۔ سو اب منصفانِ حق خود سوچ سکتے ہیں کہ جس حالت میں حضرت خاتم الانبیاءؐ کے ادنیٰ خادموں اور کمترین چاکروں سے ہزارہا پیشگوئیاں ظہور میں آتی ہیں اور خوارق عجیبہ ظاہر ہوتی ہیں تو پھر کس قدر بے حیائی اور بے شرمی ہے کہ کوئی کورباطن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں سے انکار کرے۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۱۲۵ روحانی خزائن)

قرآن کے خدا کے کلام ہونے پر آپ کا اعجاز نمائی کا دعویٰ ملاحظہ فرمائیے :-

"قرآن شریف فرماتا ہے کہ ایماندار کو الہام ملتا ہے، ایماندار خدا کی آواز سنتا ہے، ایماندار کی دعائیں سب سے زیادہ قبول ہوتی ہیں، ایماندار پر غیب کی خبریں ظاہر ہوتی ہیں، ایماندار کے شامل حال آسمانی تائیدیں ہوتی ہیں۔ سو جیسا کہ پہلے زمانوں میں یہ نشانیاں پائی جاتی تھیں اب بھی بدستور پائی جاتی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے اور قرآن کے وعدے خدا کے وعدے ہیں۔

اُٹھو عیسائیو! اگر کچھ طاقت ہے تو مجھ سے مقابلہ کرو۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھے بے شک ذبح کر دو ورنہ آپ لوگ

خدا کے الزام کے نیچے ہیں اور جہنم کی آگ پر آپ لوگوں کا قدم ہے۔"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب)

تریاق القلوب کے ضمیمہ میں آپ گورنمنٹ کو کہتے ہیں :۔

"ایک جلسہ کرو جس میں تمام مذاہب کے نمائندگان اپنے مذہب کی سچائی کے دو ثبوت دیں۔ ایک اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت۔ دوسرے اپنے مذہب کی صداقت کے لئے نشان۔ اگر میں ثبوت نہ دے سکوں تو مجھے سولی دے دو۔"

آپ فرماتے ہیں :۔

"اوّل ایسی تعلیم پیش کریں جو دوسری تعلیموں سے اعلیٰ ہو جو انسانی درخت کی تمام شاخوں کی آبپاشی کر سکتی ہو۔ دوسرے یہ ثبوت دیں کہ اُن کے مذاہب میں روحانیت اور طاقت بالا دستی بھی موجود ہے جیسا کہ ابتدا میں دعویٰ کیا گیا تھا۔ اگر اس جلسہ کے بعد جس کی گورنمنٹ محسنہ کو ترغیب دیتا ہوں ایک سال کے اندر میرے نشان تمام دنیا پر غالب نہ ہوں تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ میں راضی ہوں اس جرم کی سزا میں سولی دیا جاؤں اور میری ہڈیاں توڑی جائیں۔ لیکن وہ خدا جو آسمان پر ہے جو دل کے خیالات کو جانتا ہے جس کے الہام سے میں نے اس عریضہ کو لکھا ہے وہ میرے ساتھ ہے اور مجھے اس گورنمنٹ عالیہ اور قوموں کے سامنے شرمندہ نہیں کریگا۔ اُس کی رُوح ہے جو میرے اندر بولتی ہے۔ میں نہ اپنی طرف سے بلکہ اُس کی طرف سے یہ پیغام پہنچا دیتا ہوں تا سب کچھ جو اتمام حجت کے لئے چاہیئے پُورا ہو۔"

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ ص ۴۹۹)

یہاں ضمناً میں عرض کر دوں کہ ملکہ کو آپ نے جو خطوط لکھے جو کتابی صورت میں شائع ہوئے اُن میں بھی آپ نے ملکہ معظمہ کو اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اسلام کی طرف بُلایا اور اُسے کہا کہ تم اسلام اور عیسائیت کی زندگی کا موازنہ کرالو۔ تحفہ قیصریہ کے آخر میں آپ لکھتے ہیں :۔

"اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند۔ ہم عاجزانہ ادب کے ساتھ تیرے حضور میں کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں کہ تُو اس خوشی کے وقت میں جو شصت سالہ جوبلی کا وقت ہے یسوع کے چھوڑنے کے لئے کوشش کر ... یسوع مسیح کی عزت کو اُس داغ سے جو اُس پر لگایا جاتا ہے اپنی مردانہ ہمت سے پاک کر کے دکھلا۔" (تحفہ قیصریہ ص ۲۵)

جب اس موقع پر قادیان میں جلسہ ہوا تو اس میں بھی دعا ہوئی کہ :۔

"اے قادر و توانا ہماری محسنہ قیصرہ ہند کو مخلوق پرستی کی تاریکی سے چھڑا کر لا الٰہ الّا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا خاتمہ کر۔"

(تحفہ قیصریہ روئداد جلسہ)

انجامِ آتھم کے آخر میں بھی حضورؑ **نشان نمائی** کے لئے دعوتِ مبارزت دیتے ہیں اور غیر مسلموں کی غیرت کو جوش دلاتے ہیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا ہے اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا چنانچہ میں اس میں صاحبِ تجربہ ہوں میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذہب مُردے، اُن کے خدا مُردے اور خود وہ تمام پیرو مُردے ہیں اور **خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں**۔ اے نادانو! تمہیں مُردہ پرستی میں کیا مزہ ہے اور مُردار کھانے میں کیا لذت؟ آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس **قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے** وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چُپ ہو گیا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔ کیا تم میں سے کسی کو شوق نہیں کہ اس بات کو پرکھے پھر اگر حق کو پالے تو قبول کر لیوے۔

تمہارے ہاتھ میں کیا ہے، کیا ایک مُردہ کفن میں لپٹا ہوا؟ پھر کیا ہے کیا ایک مشتِ خاک؟ کیا یہ مُردہ خدا ہو سکتا ہے؟ کیا یہ تمہیں کچھ جواب دے سکتا ہے؟ ذرا آؤ ہاں لعنت ہے تم پر اگر نہ آؤ اور اس سڑے گلے مُردے کا میرے خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔ دیکھو میں تمہیں کہتا ہوں کہ چالیس دن نہیں گزریں گے کہ وہ بعض آسمانی نشانوں سے تمہیں شرمندہ کرے گا۔ ناپاک ہیں وہ دل جو سچے ارادے سے نہیں آزماتے۔"

(روحانی خزائن صفحہ ۳۴۵، جلد ۳۴)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی حقیقت کو عقلی و نقلی دلائل سے ہی ثابت نہیں کیا اور مخالفین کے اعتراضات و شبہات کا جواب دیکر صرف مدافعانہ پہلو ہی اختیار نہیں فرمایا بلکہ دشمنانِ اسلام کے وار روک کر اُن پر ایسے جارحانہ رنگ میں تابڑ توڑ حملے کئے کہ دشمن بلبلا اُٹھا۔

جماعت کو ہدایت

اے بھائیو! اے مسیح پاکؑ کے نام لیواؤ!

آسمانی نشان جو ہمیں دیئے گئے، دلائل کا عظیم الشان ذخیرہ جو حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں عطا فرمایا ان کے پیشِ نظر اب ہمارا فرض ہے کہ قرآنِ پاک کی ہدایات جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اور اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ کے ماتحت ان دلائل کو ہمدردی، محبت اور نرمی سے اپنے بھولے بھٹکے بھائیوں کے سامنے پیش کریں۔ اگر ہم نے اِن ہتھیاروں سے حضورؑ کی ہدایات کے ماتحت کام لیا تو اسلام کا غلبہ یقینی ہے کہ وہ آسمان پر مقدر ہو چکا ہے۔ حضورؑ اپنی کتاب نسیمِ دعوت میں ہمیں مخاطب فرماتے ہیں :-

"میں کہتا ہوں کہ اگر تم اِن گالیوں اور بدزبانیوں پر صبر نہ کرو تو پھر تم میں اور دوسرے لوگوں میں کیا فرق ہوگا۔ اور یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ تمہارے ساتھ ہوئی اور پہلے کسی سے نہیں ہوئی۔ ہر ایک سچا سلسلہ جو دُنیا میں قائم ہوا ضرور دُنیا نے اُس سے دشمنی کی ہے۔ سو چونکہ تم سچائی کے وارث ہو ضرور ہے کہ تم سے بھی دشمنی کریں۔ سو خبردار ہو نفسانیت تم پر غالب نہ آوے۔ ہر ایک سختی کو برداشت کرو۔ ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو۔ تا آسمان پر تمہارے لئے اجر لکھا جاوے۔ تمہیں چاہیئے کہ آریوں کے رشیوں اور بزرگوں کی نسبت ہرگز سختی کے الفاظ استعمال نہ کرو تا وہ بھی خدائے قدوس اور اُس کے رسول پاکؐ کو گالیاں نہ دیں کیونکہ اُن کو معرفت نہیں دی گئی اسلئے وہ نہیں جانتے کہ کس کو گالیاں دیتے ہیں۔ یاد رکھو کہ ہر ایک جو نفسانی جوشوں کا تابع ہے ممکن نہیں کہ اُس کے لبوں سے حکمت اور معرفت کی بات نکل سکے بلکہ ہر ایک قول اُس کا فساد کے کیڑوں کا ایک انڈا ہوتا ہے بجز اس کے اور کچھ نہیں۔ پس اگر تم روح القدس کی تائید سے بولنا چاہتے ہو تو تمام نفسانی جوش اور نفسانی غضب اپنے اندر سے باہر نکال دو تب پاک معرفت کے بھید تمہارے ہونٹوں پر جاری ہونگے اور آسمان پر تم دُنیا کے لئے ایک مفید چیز سمجھے جاؤ گے اور تمہاری عمریں بڑھیں گی۔ تمسخر سے بات نہ کرو اور ٹھٹھے سے کام نہ لو۔ اور چاہیئے کہ سفلہ پن اور اوباش پن کا تمہارے کلام میں کچھ رنگ نہ ہو تا حکمت کا چشمہ تم پر کھلے۔ حکمت کی باتیں دلوں کو فتح کر لیتی ہیں لیکن تمسخر اور سفاہت کی باتیں فساد پیدا کرتی ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے سچی باتوں کو نرمی کے لباس میں بتاؤ تا سامعین کے لئے موجبِ ملال نہ ہو۔ جو شخص حقیقت کو نہیں سوچتا اور نفسِ سرکش کا بندہ ہو کر بدزبانی کرتا ہے اور شرارت کے منصوبے جوڑتا ہے وہ ناپاک ہے۔

اُس کو کبھی خدا کی طرف راہ نہیں ملتی اور نہ کبھی حکمت اور حق کی بات اس کے مُنہ پر جاری ہوتی ہے۔

پس اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی راہیں تم پر کُھلیں تو نفس کے جوشوں سے دُور رہو اور کھیل بازی کے طور پر بحثیں مت کرو کہ یہ کچھ چیز نہیں اور وقت ضائع کرنا ہے۔ بدی کا جواب بدی کے ساتھ مت دو۔ نہ قول سے نہ فعل سے۔ تا خدا تمہاری حمایت کرے۔ اور چاہیئے کہ درد مند دل کے ساتھ سچائی کو لوگوں کے سامنے پیش کرو۔ نہ ٹھٹھے سے نہ ہنسی سے کیونکہ مُردہ ہے وہ دل جو ٹھٹھہ ہنسی اپنا طریق رکھتا ہے۔ اور ناپاک ہے وہ نفس جو حکمت اور سچائی کے طریق کو نہ آپ اختیار کرتا ہے اور نہ دوسرے کو اختیار کرنے دیتا ہے۔ سو اگر تم پاک علم کے وارث بننا چاہتے ہو تو نفسانی جوش سے کوئی بات مُنہ سے مت نکالو کہ ایسی بات حکمت اور معرفت سے خالی ہوگی اور سفلہ اور کمینہ لوگوں اور اوباشوں کی طرح مت چاہو کہ دشمن کو خواہ مخواہ ہتک آمیز اور تمسخر کا جواب دیا جاوے بلکہ دل کی راستی سے سچا اور پُر حکمت جواب دو تا تم آسمانی اسرار کے وارث ٹھہرو۔" (نسیم دعوت صفحہ ۳۶۵-۳۶۹)

واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین ٭

بابیوں اور بہائیوں کی جنتری

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ (توبہ ع) کہ اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد ابتدائے آفرینش سے بارہ ہی ہے اور یہ قانونِ الٰہی کے مطابق ہے۔

بابی اور بہائی تحریک کی اسلام دشمنی کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے اس فطری اور ابدی قانون کی مخالفت کرنا بھی ضروری سمجھا۔ چنانچہ بہائی میگزین لاہور لکھتا ہے:-

"سال کے انیس مہینے ہیں اور ہر ماہ کے ۱۹ یوم۔ سب مل کر ۳۶۱ ہوتے ہیں شمسی سال کے چار یا پانچ دن جو باقی رہ جاتے ہیں وہ اٹھارھویں اور انیسویں مہینوں کے درمیان آتے ہیں اور ان کو ایام ھا کہتے ہیں۔ ان دنوں میں ضیافتیں دی جاتی ہیں، کھانے کھلائے جاتے ہیں اور میل ملاپ کی مجلسیں برپا ہوتی ہیں۔ ان دنوں کو ایام اعطا بھی کہتے ہیں ... ہمیں یہ جنتری حضرت علی محمد باب نے عطا فرمائی ہے۔"

(بہائی میگزین اپریل ۱۹۶۸ء صفحہ ۱۷)

پس ظاہر ہے کہ بابی اور بہائی تحریک محض اس معاندت اور سازش کا نتیجہ ہے جو اُن کے اکابر نے اختیار کی تھی۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحی و الہام کا کوئی دخل نہیں ٭

زندہ خدا کا نشان

مسیحی چرچ کا ایک اعلان

مسیحی ماہنامہ المشیر راولپنڈی لکھتا ہے:-

"چند مہینوں سے ایک مخالف گروہ یونائیٹڈ پریسبیٹرین چرچ آف پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا کر رہا ہے اور اس پر بہت سے جھوٹے الزامات بھی لگا رہا ہے اور مذکرہ بالا چرچ سے متعلق تمام امریکن مشنریوں کو بھی بدنام کر رہا ہے۔ خبردار کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ بھی اس پروپیگنڈا کے شکار ہو کر گمراہ و برگشتہ ہو جائیں اسی وجہ سے ہم آپ کو شروع ہی میں آگاہ کر رہے ہیں گویا باضابطہ اور سرکاری طور پر!

یہ الزامات جناب کے۔ ایل۔ ناصر صاحب کی پارٹی کی طرف سے لگائے جا رہے ہیں جو پہلے یونائیٹڈ پریسبیٹرین چرچ آف پاکستان کے ماڈریٹر اور گوجرانوالہ تھیولاجیکل سیمزی کے پرنسپل تھے گزشتہ چند مہینوں سے وہ ماڈریٹر شپ کے انتخاب میں شکست کھا چکے ہیں۔ سیمزی بورڈ نے ان کو پرنسپل شپ سے برطرف کر دیا ہے اور سیمزی میں ایک استاد کی حیثیت سے ملازمت سے بھی خارج کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ یونائیٹڈ پریسبیٹرین چرچ نے انہیں شدید ابتری اور ناشائستگی کی بناء پر پادری کے عہدہ سے بھی برطرف کر دیا ہے کیونکہ انہوں نے سنڈ کی گزشتہ میٹنگ میں نہ صرف ابتری اور بدامنی پھیلائی بلکہ جھگڑے اور فساد کا بھی باعث بنے۔

اپنی کلیسیا میں بلند مرتبہ اور وقار چھن جانے کی بناء پر اس پارٹی کے ممبران نے ایک امریکی شخصیت سے الحاق کر لیا ہے وہ شخصیت ڈاکٹر کارل میکن ٹائر ہیں جنہیں ۱۹۳۶ء سے ریاستہائے متحدہ امریکہ کی پریسبیٹرین چرچ نے پادری کے منصب سے برطرف کر کے کلیسیا سے خارج کر دیا ہوا ہے۔ ڈاکٹر کارل میکن ٹائر نے حال ہی میں پاکستان کا دورہ کرتے ہوئے اس پارٹی سے خاصی بڑی مالی امداد کے وعدے کئے ہیں جناب کے ایل ناصر ان وعدوں کی بناء پر افادیت کی خاطر روپیہ بٹورنے کے لئے ڈاکٹر کارل میکن ٹائر کے خرچ پر ریاستہائے متحدہ امریکہ کے دورہ پر جا چکے ہیں۔" (المشیر مئی جون ۱۹۶۸ء صفحہ ۱)

الفرقان۔ یہ کے۔ ایل۔ ناصر وہی پادری صاحب ہیں جنہوں نے تھوڑا عرصہ پیشتر اپنا مزعومہ ریویلیشن کی بناء پر حضرت امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کی دعوت حقائق و معارف قرآنی میں مقابلہ کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کتنی جلدی اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کے وعیدی الہام کے مطابق پادری صاحب کی حقیقت واضح کر دی ہے۔ ان فی ذٰلک لاٰیۃً للمومنین۔

مسجد اقصیٰ نام کی مساجد

سے مسجد اقصےٰ بسازید ای کرام
کہ سلیمان باز آمد والسّلام (مثنوی)

مولانا رومیؒ کا پاکیزہ تخیّل

مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے بڑی نیک ساعت میں فرمایا تھا:۔

مسجد اقصیٰ بسازید ای کرام
کہ سلیمان باز آمد والسلام

کہ اے نیک لوگو! مسجد اقصیٰ بناؤ تا سلیمانؑ دوبارہ آئیں اور سلامتی کے دروازے کھلیں۔ یہ بڑی لطیف صوفیانہ رمز تھی۔

یہ اللہ تعالیٰ کا تصرف ہے کہ دنیا بھر میں مختلف ممالک میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں نے مسجد اقصیٰ نام کے ساتھ مساجد تعمیر کی ہیں اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ ہمیں جن مساجد کا علم ہو سکا ہم انہیں تاریخ کی حفاظت کی خاطر درج ذیل کر رہے ہیں۔ ان میں سے بعض مساجد کے فوٹو بھی ہمیں دستیاب ہو چکے ہیں چنانچہ انہیں شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔ جن کے فوٹو نہیں مل سکے ان کے لئے تحریری ثبوت موجود ہے۔ گویا کوئی بات بے حوالہ نہیں ہے۔ اب ذرا تفصیل سے ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ سرنگا پٹم (بھارت) میں مسجد اقصیٰ

سلطان غازی فتح علی ٹیپوؒ کے مزار کے پاس سرنگا پٹم (ریاست میسور) میں ایک عالیشان مسجد بنام مسجد اقصیٰ موجود ہے۔ تاریخ کی مشہور کتاب "تاریخ سلطنت خداداد میسور" مؤلفہ جناب محمود بنگلوری مطبوعہ ۱۹۴۵ء میں ص ۲۲۵ پر لکھا ہے:۔

"گنبد مسجد اقصیٰ، مسجد اعلیٰ اور قلعہ کے اندر کی چھوٹی مسجدیں ایک ناظم کے ماتحت ایک خاص محکمے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ابھی حال میں گنبد، مسجد اعلیٰ، اور مسجد اقصیٰ میں میسور گورنمنٹ نے برقی روشنی کا انتظام کیا ہے۔"

نوٹ۔ فوٹو شامل اشاعت ہے۔

۲۔ دارالحکومت پاکستان اسلام آباد میں مسجد اقصیٰ

روزنامہ نوائے وقت لاہور لکھتا ہے:۔

"پاکستان میں اس وقت بھی کئی مسجدوں کے نام مسجد اقصیٰ کے نام پر ہی رکھے گئے ہیں مثال کے طور

پر دارالحکومت اسلام آباد میں (پشاور) کے قریب ہی واقع ایک مسجد کا نام مسجد اقصیٰ ہے اور یہ بات اسلام آباد کے ہر شہری کو معلوم ہے۔"

(نوائے وقت ۷ار نومبر ۱۹۶۶ء)

۳۔ حیدر آباد دکن (بھارت) میں مسجد اقصیٰ

حیدر آباد دکن کے اخبار سیاست میں عید الفطر کی نماز کے لئے مساجد اور اماموں کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ:-

"مسجد اقصیٰ متصل باغ گنج سعید آباد کالونی سنٹرل جیل میں نماز عید سات بجکر پینتالیس منٹ پر ہوگی مولانا ابو نعیم صاحب صدر مرکزی جماعت اہل حدیث نماز پڑھائیں گے۔" (اخبار سیاست ۱۳ر دسمبر ۱۹۶۶ء)

۴۔ سکھر میں مسجد اقصیٰ

روزنامہ جنگ کراچی "سکھر میں مسجد اقصیٰ" کے عنوان سے لکھتا ہے:-

"پرانے سکھر میں تانگہ اسٹینڈ کے نزدیک آج جمعہ کو مولانا مفتی عبد الحکیم نے مسجد اقصیٰ کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے مفتی عبد الحکیم نے ماہ رمضان کی فضیلت پر روشنی ڈالی ... وہ لوگ قابل مبارکباد ہیں جو اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لے رہے ہیں۔" (روزنامہ جنگ کراچی ۱۵ر دسمبر ۱۹۶۶ء)

۵۔ ناظم آباد (کراچی) میں مسجد اقصیٰ

روزنامہ مشرق کراچی یکم جنوری ۱۹۶۷ء کا اعلان ملاحظہ فرمائیے:-

"۳۱ر دسمبر ۱۹۶۶ء بروز اتوار مولانا احتشام الحق تھانوی مسجد اقصیٰ ناظم آباد ۳ میں ٹھیک ڈیڑھ بجے نماز ظہر پڑھائیں گے اور بعد نماز وعظ فرمائیں گے۔"

نوٹ - فوٹو شامل ہے -

۶۔ لیاقت آباد (کراچی) میں مسجد اقصیٰ

ناظم دارالعلوم مجددیہ کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ فطرہ اور زکاۃ کی وصولی کا ایک مرکز (نمبر ۳۲) "خطیب مسجد اقصیٰ سندھی ہوٹل لیاقت آباد" ہوگا۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۳۰ر دسمبر ۱۹۶۶ء)

۷۔ دستگیر سوسائٹی (کراچی) میں مسجد اقصیٰ

ناظم صاحب دارالعلوم مجددیہ نے اعلان کرایا ہے کہ "دارالعلوم مجددیہ کی جانب سے فطرہ اور زکوٰۃ کی وصولی کا ایک مرکز (نمبر ۲۶) "خطیب مسجد اقصیٰ دستگیر سوسائٹی نمبر ۱۵ ہوگا۔"

(روزنامہ جنگ کراچی ۳۰ر دسمبر ۱۹۶۶ء)

۸۔ شکار پور میں مسجد اقصیٰ

مکرم شیخ عبد الرشید صاحب شرما شکار پور سے لکھتے ہیں:-

"یہاں شکار پور میں بھی مسجد اقصیٰ کے نام کی ایک مسجد ہے جو ریلوے روڈ نزد لیاقت پارک پر واقع ہے۔"

۹۔ حیدر آباد (پاکستان) میں مسجد اقصیٰ

مکرم مولانا غلام احمد صاحب فرخ لکھتے ہیں:-

"لطیف آباد یونٹ نمبر ۸ حیدر آباد میں ایک مسجد زیر تعمیر ہے جس کا نام مسجد اقصیٰ ہے اور اس پر ایک بڑا

بورڈ لگایا گیا ہے جس پر مسجد اقصٰی لکھا ہوا ہے۔"
نوٹ۔ فوٹو شامل اشاعت ہے۔

۱۰۔ دہلی میں مسجد اقصٰی

مشہور مورخ میرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں کہ دہلی کے فیض بازار میں قاضی واڑہ کے پاس روشن الدولہ کی سنہری مسجد ہوا کرتی تھی جس کے تین سنہری برج تھے اور اس پر یہ کتبہ کندہ تھا۔

سال تاریخش رسائی یافت از الہام غیب
مسجد چوں بیت اقصٰی مہبطِ نور اللہ

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب "چراغ دہلی" مؤلفہ میرزا حیرت دہلوی ص۳۱۶)

۱۱۔ لاہور میں مسجد اقصٰی

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پاس جو عالیشان مسجد تعمیر شدہ ہے اس پر جو قطعہ تاریخ کندہ ہے وہ علامہ اقبال نے کہا ہے الفاظ یہ ہیں ؎

"سال بنائے حرم مومناں
خواہ ز جبریل و ہاتف مجو
چشم بہ المسجد الاقصیٰ فگن
اَلَّذِی بَارَکۡنَا ہم بگو"

(باقیات اقبال مؤلفہ سید عبدالواحد ص۴۹)

۱۲۔ لائل پور میں مسجد اقصٰی

مکرم راجہ طاہر احمد صاحب اور مکرم حکیم محمد اسلم صاحب نے لکھا ہے:۔
"لائلپور میں پلاٹ 197/B بٹالہ کالونی میں ایک مسجد تعمیر شدہ ہے اسکے ماتھے پر بڑے موٹے حروف میں مسجد اقصٰی اہلحدیث لکھا ہوا ہے۔"
نوٹ۔ فوٹو شامل اشاعت ہے۔

۱۳۔ ننکانہ صاحب میں مسجد اقصٰی

(الف) "۹ رجون کی صبح پرانا ننکانہ کی مسجد اقصٰی سے ایک جلوس نکالا جائے گا۔"
(نوائے وقت لاہور ۹ رجون ۶۸ء)

(ب) اخبار مشرق لاہور نے لکھا ہے:۔
"اتوار کے روز پرانا ننکانہ کی مسجد اقصٰی سے ایک عظیم الشان جلوس نکلا جلوس شہر کے تمام بازاروں سے ہوتا ہوا دواخانہ آب خضر کے سامنے ختم ہوا۔" (مشرق ۱۲ رجون ۶۸ء)

۱۴۔ ملیر کالونی میں مسجد اقصٰی

مطبوعہ رسید ۱۸۱۸ کا عکس ملاحظہ فرمائیں:۔

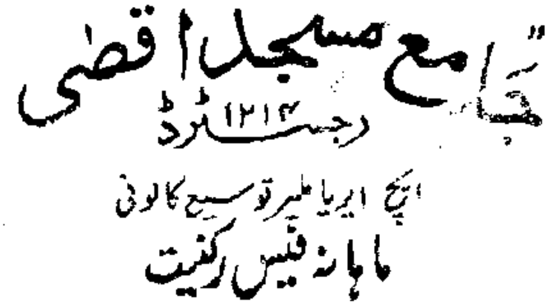
جامع مسجد اقصٰی
رجسٹرڈ ۱۲۱۴
ایچ ایریا ملیر توسیع کالونی
ماہانہ فیس رکنیت
۵۰ پیسے

۱۵۔ گوجرانوالہ میں مسجد اقصٰی

حکیم عبدالحمید نظام جان صاحب تحریر کرتے ہیں:۔

"یہاں گوجرانوالہ میں جو اضافی بستی سٹیلائٹ ٹاؤن تعمیر ہوئی ہے اسکے B بلاک میں اہل حدیث صاحبان کی ایک مسجد اقصیٰ ہے۔"

نوٹ۔ فوٹو شامل اشاعت ہے۔

۱۶۔ احمد پور شرقیہ میں مسجد اقصیٰ

روزنامہ امروز ملتان لکھتا ہے:۔

"احمد پور شرقیہ۔ ۲۶ رفروری مسجد اقصیٰ عباسیہ میں بعد نماز جمعہ مولانا عبدالرزاق نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی۔" (امروز ۲۷ رفروری ۱۹۶۸ء)

۱۷۔ حسن آباد ٹاؤن ملتان میں مسجد اقصیٰ

مکرم عبدالعزیز خان صاحب کے نام کی رسید ۳۸۲ مورخہ ۲/۴/۶۸ کا عکس ملاحظہ فرمائیں:۔

"رسید چندہ مسجد اقصیٰ حسن آباد ٹاؤن ملتان

نمبر 382 تاریخ 2/4/68

نام عبدالعزیز

مبلغ ایک روپیہ

بصد شکریہ وصول پائے

دستخط [illegible]"

۱۸۔ بہاولپور میں مسجد اقصیٰ

مکرم چوہدری رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ لکھتے ہیں:۔

"بہاولپور شہر میں بھی مسجد اقصیٰ موجود ہے۔ یہ مسجد بہاولپور کے مشہور چوک جس کو شہزادی چوک سے پکارتے ہیں میں واقع ہے"

نوٹ۔ اس مسجد کا فوٹو بھی ہمارے پاس موجود ہے۔

اس مسجد کے بارے میں مندرجہ ذیل مستند حوالہ بھی قابل توجہ ہے۔ جناب ڈاکٹر محمد مظفر الدین صاحب متین قریشی پنشنر اسسٹنٹ کمشنر چشتیاں اپنی کتاب "خلد سخن" میں لکھتے ہیں:۔

"بہاولپور میں بعض واقعات کی بنا پر کونسل آف ریجنسی نے مسجد اقصیٰ بہاولپور میں جمعہ بند کرا دیا تھا۔ والد صاحب باہر گئے ہوئے تھے انہیں علم نہ تھا۔ رمضان شریف کا جمعہ تھا۔ وہ واپس آئے تو شامیانہ لگا ہوا نہ پاکر دریافت کیا تو بندش جمعہ کے متعلق انہیں بتایا گیا۔ انہوں نے اذان دیدی لوگ جوق در جوق آگئے۔ صحن میں پانی چھڑک دیا گیا اور بغیر شامیانہ کے آپ نے جمعہ پڑھوا دیا۔"

۱۹۔ جنجہ (یوگنڈا) میں مسجد اقصیٰ

مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب فاضل لکھتے ہیں:۔

"جنجہ (یوگنڈا) میں ہماری جو مسجد ہے اس کا نام بھی مسجد اقصیٰ ہے۔ اسے بنے ہوئے تقریباً ۹ سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔"

٢٠- مالیر میں ایک اور جامع مسجد اقصیٰ

مکرم اشفاق حسین صاحب نائب قائد خدام الاحمدیہ ملیر لکھتے ہیں:-

"صدر میں لیگل سنیما کے بالمقابل اکبر روڈ پر بھی ایک مسجد جامع مسجد اقصیٰ نام موجود ہے مین گیٹ پر اس کا نام درج ہے۔"

٢١- ضلع لدھیانہ میں مسجد اقصیٰ

مکرم محمد انیس صاحب بستی بیان کرتے ہیں کہ:-

"ضلع لدھیانہ تحصیل جگراؤں موضع لکھا شریف براستہ بسیاں میں ایک مسجد بنام مسجد اقصیٰ موجود تھی جس کا نقشہ ہو بہو مسجد اقصیٰ بیت المقدس کے مطابق بنوایا تھا۔"

٢٢- قادیان ضلع گورداسپور میں مسجد اقصیٰ

قادیان میں جامع مسجد کا نام مسجد اقصیٰ ہے جو بہت پرانی ہے۔ پرانے بزرگان کرام نے اسے تعمیر کیا تھا۔ اس مسجد اقصیٰ کا ذکر سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں جلی حروف میں موجود ہے۔

٢٣- ماریشس میں مسجد اقصیٰ

جزیرہ ماریشس کی تاریخ کے مطابق یہ مسجد اس جزیرہ کی پہلی مسجد ہے۔ سنہ ۱۸۰۶ء میں کان لشکر (پورٹ لوئیس) میں یہ مسجد تعمیر ہوئی تھی۔

نوٹ: مسجد کا فوٹو شامل اشاعت ہے۔

٢٤- ربوہ (پاکستان) کی مسجد اقصیٰ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے چند سال سے ربوہ میں وسیع جامع مسجد بنام مسجد اقصیٰ تعمیر ہو رہی ہے جو بہت جلد مکمل ہونے والی ہے۔

احباب سے ایک درخواست

ہم اپنی معلومات کے مطابق ابھی تک صرف ان دو درجن مسجدوں کا پتہ لگا سکے ہیں جنہیں خدا پرست مسلمانوں نے مختلف ممالک و بلاد میں مسجد اقصیٰ کے نام سے تعمیر کیا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ اگر کسی بھائی کو کسی اور ایسی مسجد کا علم ہو جو اس نام سے تعمیر ہوئی ہو تو اس سے ہمیں اطلاع بخشیں تا ریکارڈ مکمل ہو سکے۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

مکتبۃ الفرقان ربوہ

سلسلہ احمدیہ کی جملہ کتب آپ ہمارے مکتبہ سے طلب فرمائیں۔ فہرست کتب مفت طلب فرمائیں۔

(مینیجر الفرقان ربوہ)

ہماری مفید کتابیں

(۱) مباحثۂ مصر

یہ مباحثہ عیسائیت کے بنیادی عقائد پر مشہور پادریوں اور احمدی مبلغ کے درمیان مصر میں ہوا تھا۔ عربی، انگریزی اور اردو میں شائع ہو چکا ہے بہت دلچسپ ہے۔ قیمت اردو ۶۲ پیسے — انگریزی ایک روپیہ پچیس پیسے۔

(۲) تحریری مناظرہ

ہندوستانی پادری عبدالحق صاحب اور احمدی مبلغ مولانا ابوالعطاء صاحب کے درمیان الوہیتِ مسیح پر تحریری مناظرہ ہوا ہے۔ پادری صاحب دو پرچوں کے بعد بالکل لاجواب ہو گئے۔ پڑھنے کے قابل ہے قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے۔

(۳) تفہیماتِ ربانیہ

دیوبندی اور دیگر علماء کے مجموعۂ اعتراضات کا نہایت مدلل اور مسکت جواب ہے جسے حضرت امام جماعت احمدیہ سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے "اعلیٰ لٹریچر" قرار دیا تھا اور جس کی افادیت پر تمام علماءِ سلسلہ کا اتفاق ہے۔ بڑے سائز کے آٹھ صد صفحات ہیں۔ قیمت سفید کاغذ گیارہ روپے۔
اخباری کاغذ آٹھ روپے۔

(۴) نبراس المومنین

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سو منتخب احادیث مع ترجمہ و تشریح طبع ہوئی ہیں۔ یہ مجموعہ ہمارے نصابِ تعلیم میں شامل ہے۔ قیمت صرف ۳۱ پیسے

(۵) القول المبین

جناب مودودی صاحب کے رسالہ "ختم نبوت" کا ایسا ٹھوس اور واضح جواب ہے کہ مودودی صاحب تردید نہ کر سکے اور لوگوں کے مطالبہ کے باوجود خاموش رہ گئے۔ صفحات ۲۵۰۔ مجلد قیمت دو روپے۔

(۶) اسلام پر ایک نظر

ایک مشہور مستشرقہ کی کتاب کا ترجمہ ہے جس میں موصوفہ نے اسلامی مسائل کی وضاحت کرتے ہوئے ان کی معقولیت کا برملا اعتراف کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر نہایت مؤثر انداز میں لکھا ہے۔ قیمت ۶۲ پیسے۔

(۷) الفرقان کا حضرت میر محمد اسحاقؓ نمبر

ہمارے ایک بہترین استاد کے نہایت دلچسپ حالاتِ زندگی پر مشتمل مضامین کا مجموعہ۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

ملنے کا پتہ: **مینیجر الفرقان ربوہ**

مفید اور مؤثر دوائیں

نورِ کاجل

ربوہ کا مشہورِ عالم تحفہ

آنکھوں کی صحت اور خوبصورتی کیلئے نہایت مفید

خارش، پانی بہنا، پھپھی، ناخنہ، ضعفِ بصارت وغیرہ امراضِ چشم کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ متعدد جڑی بوٹیوں کا سیاہ رنگ جوہر ہے جو عرصہ ساٹھ سال سے استعمال میں ہے۔

خشک و تر قیمت فی شیشی سوا روپیہ

تریاقِ اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بہترین تجویز، جو نہایت عمدہ اور بہترین اجزاء کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔

اٹھرا، بچوں کا مُردہ پیدا ہونا یا پیدا ہونے کے بعد جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا ناغہ ہونا ان تمام امراض کا بہترین علاج۔

قیمت: پندرہ روپے

نورِ منجن

دانتوں کی صفائی صحت کیلئے از حد ضروری ہے

یہ منجن دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کی حفاظت اور علاج کے لئے بہت مفید ہے۔

قیمت۔ ایک روپیہ

نورِ نظر

اولادِ نرینہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بہترین تجویز جس کے استعمال سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے۔

قیمت مکمل کورس پچیس روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ۔ گولبازار ربوہ۔ فون نمبر ۲۸

(طابع و ناشر:۔ ابو العطاء جالندھری۔ مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

اَلفِردَوس

انار کلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دُکان ہے

اَلفِردَوس

۸۵۔ انار کلی۔ لاہور

ماہنامہ **تحریکِ جدید** ربوہ

" اسلام کی روزافزوں ترقی کا آئینہ دار "

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں اور

غیر از جماعت دوستوں کو بھی پڑھائیں۔

سالانہ چندہ: صرف دو روپے

——— مینجنگ ایڈیٹر

راولپنڈی میں خرید و فروخت کا بہترین مرکز

فرانکو ٹریڈرز

پروپرائیٹر

چوہدری فضل الرحمان آئل ڈیلر

(ڈھوک فرمان علی) چکلالہ روڈ

راولپنڈی

وصایا

نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اسلئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمادیں (۲) ان وصایا کو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ مسل نمبر ہیں وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔ وصیت کنندگان دیگر صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۱۹۲۱۰ میں منور احمد ولد چوہدری ظفر علی صاحب قوم جدھڑ پیشہ ڈاکٹر عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن Swansea ضلع انگلستان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۱۰ ۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۵۵ پونڈ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد (ڈاکٹر) منور احمد پسر چوہدری ظفر علی صاحب جدھڑ Swansea, General Hospital Swansea. U.K.
گواہ شد ماجد علی (ڈاکٹر) Swansea Hospital Swansea. U.K. گواہ شد بشیر احمد رفیق امام مسجد لنڈن۔

مسل نمبر ۱۹۲۱۲ میں یوسف عثمان ولد عثمان صاحب قوم افریقن پیشہ مبلغ عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۱۸ ۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۲۰/- روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد یوسف عثمان ۱۸/۳ ۱۲۔ گواہ شد ملک مبارک احمد استاذ جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد شیخ مبارک احمد سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ ۱۸/۳ ۱۲۔

مسل نمبر ۱۹۲۱۴ میں محمد بخش ولد الٰہی بخش صاحب قوم آرائیں پیشہ زمیندارہ عمر ۷۰ سال بیعت ۱۹۲۶ء ساکن چک ۹۶/۱۰ بی ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۰ ۱۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ میرا گزارہ صرف اس جائیداد پر ہی ہے اسکے علاوہ اور کوئی میری جائیداد نہیں اور نہ ہی آمد ہے۔ ۱۰ کنال زرعی اراضی واقع چک ۹۶/۱۰ بی تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور قیمتی اندازاً پانچ ہزار روپیہ ہے میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاسکے۔ العبد نشان انگوٹھا محمد بخش ولد الٰہی بخش صاحب۔ گواہ شد بشیر احمد ولد محمد علی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک ۹۶/۱۰ بی ضلع لائلپور۔ گواہ شد محمد بخش ولد دولو چک ۹۶/۱۰ بی مربع تحصیل جڑانوالہ

مسل نمبر ۱۹۲۱۶ میں چوہدری محمد علی ولد چوہدری چراغ الدین صاحب قوم راجپوت بھٹی پیشہ زمینداری عمر ۴۸ سال بیعت ۱۹۴۵ء ساکن چک 32/N.P ضلع رحیم یار خان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۶ ۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے میرا گزارہ صرف اس جائیداد کی آمد پر ہی ہے۔ زرعی اراضی پانچ ایکڑ واقع چک 32/N.P سنجر پور تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان مالیتی ۵۰۰۰/- روپے۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد نشان انگوٹھا چوہدری محمد علی ولد چوہدری چراغ الدین چک 32/N.P ڈاکخانہ سنجر پور تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان۔ گواہ شد عبدالرحمٰن پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک 32/N.P۔ گواہ شد محمد شفیع بقلم خود چک 32/N.P ڈاکخانہ سنجر پور تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان

مسل نمبر ۱۹۲۱۸ میں محمد سلیمان ولد چوہدری چراغ الدین صاحب قوم راجپوت پیشہ زمیندارہ عمر ۴۰ سال بیعت ۱۹۵۰ء ساکن چک 32/N.P ضلع رحیم یار خان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے اسکے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں اور نہ ہی جائیداد کی آمد کے علاوہ کوئی آمد ہے۔ زرعی اراضی رقبہ پانچ ایکڑ مالیتی ۵۰۰۰/- روپے واقع چک 32/N.P ڈاکخانہ سنجر پور ضلع رحیم یار خان میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے

پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد نشان انگوٹھا محمد سلیمان چک ۳۲ N.P ڈاکخانہ سنجر پور ضلع رحیم یار خان گواہ شد عبدالرحمن پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک ۳۲ N.P تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان۔ گواہ شد ۲ بشیر احمد زعیم انصاراللہ صادق آباد ۷/۱/۶۸۔

مسل نمبر ۱۹۲۱۹ میں مرزا مظفر احمد ولد ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب قوم مغل پیشہ طالبعلم عمر پندرہ سال پانچ ماہ پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۱/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں اسوقت مجھے والدین کی طرف سے مبلغ ۱۵ روپے بطور جیب خرچ ملتے ہیں میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد یا آمد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد مرزا مظفر احمد۔ گواہ شد ڈاکٹر مرزا منور احمد چیف میڈیکل آفیسر ربوہ۔ گواہ شد مرزا عزیز احمد ۲۹/۱/۶۸۔

مسل نمبر ۱۹۲۲۰ میں مرزا مظہر احمد ولد ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب قوم مغل پیشہ طالبعلم عمر ۱۲ سال آٹھ ماہ پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۱/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں اسوقت مجھے والدین کی طرف سے مبلغ ۱۰ روپے بطور جیب خرچ ملتے ہیں میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد یا آمد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد مرزا مظہر احمد ۲۸/۱/۶۸۔ گواہ شد ڈاکٹر مرزا منور احمد چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال ربوہ۔ گواہ شد مرزا عزیز احمد ۲۹/۱/۶۸۔

مسل نمبر ۱۹۲۲۱ میں منور احمد انور ولد چوہدری عبدالرحیم خانصاحب کاٹھ گڑھی قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۱/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۴۹ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد یا آمد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد منور احمد انور کارکن نظارت بہشتی مقبرہ ربوہ۔ گواہ شد عبدالسمیع خاں ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور کارکن صدر انجمن احمدیہ ربوہ ۲۲/۱/۶۸۔

مسل نمبر ۱۹۲۲۳ میں مرزا عمر احمد ولد ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب قوم مغل پیشہ طالبعلم عمر سترہ سال تین ماہ پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۱/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں اسوقت مجھے اپنے والدین کی طرف سے مبلغ ۱۵ روپے ملتے ہیں میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد یا آمد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد مرزا عمر احمد ۲۸/۱/۶۸۔ گواہ شد ڈاکٹر مرزا منور احمد چیف میڈیکل آفیسر ربوہ۔ گواہ شد مرزا عزیز احمد ۲۹/۱/۶۸۔

مسل نمبر ۱۹۲۲۸ میں میاں احمد دین ولد میاں اللہ بخش صاحب قوم کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۴۵ سال پیدائشی احمدی ساکن دفتر وقف جدید ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱/۱/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری کوئی جائیداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۰۰/- روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد یا آمد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد بقلم خود میاں احمد دین معلم وقف جدید ربوہ۔ گواہ شد ضیاء الرحمن وقف جدید ربوہ۔ گواہ شد چوہدری رشید احمد وصیت نمبر ۱۶۲۹۲۔

مسل نمبر ۱۹۲۲۶ میں عبدالکریم ولد امام الدین صاحب قوم انصاری پیشہ دکانداری عمر ۶۴ سال بیعت ۱۹۲۰ء ساکن بیداد پورہ ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۱/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے اسکے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں۔ ایک معمولی کچا مکان اور ایک دکان ہے جسکی صرف چھت اور ریگا ٹھ وغیرہ کا مالک ہوں جنکی کل قیمت اندازاً ۱۱۰۰ روپے ہے میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی

پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ -/۱۸۲ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عبدالحکیم سکنہ بیداد پور ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد بشیر پریذیڈنٹ بیداد پور ڈاکخانہ کھیالہ ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد۔ انکے دستخط کا بتایا نہیں ہے حمید اللہ خان سیکرٹری مال

مسل ۱۹۲۳۳:۔ میں برکت علی ولد محمد خان صاحب قوم اعوان پیشہ کاشتکاری عمر ۶۵ سال بیعت ۱۹۲۱ء ساکن بھڑتانوالہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے اسکے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں ہے اور نہ ہی آمد ہے (۱) دو گھماؤں اراضی مزروعہ بھڑتانوالہ ضلع سیالکوٹ مالیتی -/۸۰۰ روپے (۲) چار گھماؤں اراضی چک ۱۹۱ ضلع ملتان مالیتی -/۸۰۰۰ روپے (۳) مکان کچا واقع بھڑتانوالہ ضلع سیالکوٹ مالیتی -/۱۰۰ روپے۔ کل مالیتی -/۸۹۰۰ روپے۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد نشان انگوٹھا برکت علی بھڑتانوالہ ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد اللہ دتہ مستری بھڑتانوالہ ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد غلام نبی پریذیڈنٹ بھڑتانوالہ ضلع سیالکوٹ۔

مسل ۱۹۲۳۴:۔ میں غلام رسول ولد چوہدری علی محمد صاحب قوم ارائیں پیشہ زمینداری عمر ۴۳ سال بیعت ۱۹۴۱ء ساکن محمود شہید ضلع سکھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے اسکے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں اور نہ ہی کوئی آمد ہے زرعی اراضی رقبہ ۹ ایکڑ مالیتی -/۳۶۰۰ روپے واقع مراد پور ضلع سکھر۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور منظور فرمائی جائے۔ العبد غلام رسول بقلم خود ولد علی محمد صاحب محمود شہید ڈاکخانہ خاص ضلع سکھر۔ گواہ شد عبدالرحمن سیکرٹری مال چک ۳۹ ڈاکخانہ سمبرو ضلع رحیم یار خان۔ گواہ شد احمد خان ۵/ع محمدی ہوٹل برانچ تھانہ بازار رحیم یار خان حال ربوہ۔

مسل ۱۹۲۳۵:۔ میں محمد انور ولد چوہدری بشیر احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ تعلیم عمر ۲۳ سال بیعت ۱۹۶۲ء ساکن چک ۱۳/۳ ضلع میانوالی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۲/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ ماہوار جیب خرچ -/۱۰ روپے ہے جو میرے والدین کی طرف سے ملتا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد محمد انور سٹوڈنٹ تعلیم الاسلام کالج ربوہ حال مقیم فیکٹری ایریا باحاطہ اللہ جوایا ربوہ ضلع جھنگ ۲۵/۲/۶۸۔ گواہ شد سید مسعود احمد شاہ نائب ناظر بیت المال آمد ۲۷/۲/۶۸۔ گواہ شد سید عزیز احمد شاہ معرفت انچارج دار المہمانان لنگر خانہ ربوہ ۲۷/۲/۶۸

مسل ۱۹۲۳۶:۔ میں چوہدری محمد شفیع ولد چوہدری سردار خان صاحب مرحوم قوم جٹ چیمہ پیشہ زمینداری عمر ۵۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن گھنوکے ججہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے اسکے علاوہ کوئی اور میری جائداد نہیں اور نہ ہی آمد ہے (۱) زرعی اراضی واقع گھنوکے ججہ ضلع سیالکوٹ پانچ ایکڑ از قسم بارانی قیمتی اندازاً -/۷۵۰۰ روپے (۲) ایک مکان واقع گھنوکے ججہ کچا قیمتی اندازاً -/۵۰۰ روپے۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد نشان انگوٹھا چوہدری محمد شفیع ولد چوہدری سردار خان صاحب مرحوم گھنوکے ججہ۔ گواہ شد بقلم خود خورشید احمد ولد محمد رمضان سیکرٹری مال گھنوکے ججہ۔ گواہ شد منور اشرف ججہ ولد چوہدری سعید احمد بقلم خود۔

مسل ۱۹۲۳۷:۔ میں دین محمد ولد میراں بخش صاحب قوم ارائیں پیشہ بیکاری عمر ۶۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن پھیرو چیچی ضلع تھرپارکر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے اسکے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں نقد رقم -/۲۰۰ روپے۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۳۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد دین محمد ولد میراں بخش معرفت فضل کریم کریانہ مرچنٹ کنری ضلع تھرپارکر ۲۷/۲۔ گواہ شد محمد اقبال ولد دین محمد قائد خدام الاحمدیہ پھیرو چیچی ۲۷/۲/۶۷۔ گواہ شد محمد رمضان ولد اللہ بخش سیکرٹری مال پھیرو چیچی ضلع تھرپارکر۔

بتاریخ ۳۱/۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے اسکے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں۔ ۱۰ مرلہ سکنی زمین چک ۶۶ مالیتی -/۵۰۰ روپے۔ دس مرلہ سکنی زمین ربوہ ضلع جھنگ -/۵۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ -/۸۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد علی احمد ولد چوہدری رحمت اللہ صاحب چک ۷۶ جنوبی ضلع ساہیوال۔ گواہ شد مرزا احمد بیگ مرحوم ۱۸۸۵ مکان نمبر ۴۱۹ ساہیوال۔ گواہ شد علی محمد مسلم مکان نمبر ۴۲۵ فرید ٹاؤن ضلع ساہیوال۔

مسل ۱۹۲۴۱۔ میں رشید احمد ولد چوہدری عبید اللہ صاحب قوم جٹ اولکھ پیشہ دکانداری عمر ۴۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت -/۲۰۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد چوہدری رشید احمد رشید کریانہ سٹور گولبازار ربوہ۔ گواہ شد محمود احمد بقلم خود زعیم حلقہ گولبازار ربوہ۔ گواہ شد خان محمد گوندل گولبازار ربوہ۔

مسل ۱۹۲۴۲۔ میں عبد الخالق بنگالی ولد عبد الباری صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تعلیم عمر ۱۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴/۲/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں اس وقت مجھے والدین کی طرف سے پانچ روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد عبد الخالق بنگالی متعلم جماعت ششم اے تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ (محلہ دار الصدر غربی الف) ۴/۲/۶۸ گواہ شد عطاء اللہ ایم اے سیکرٹری امور عامہ دار الصدر غربی الف ربوہ ۴/۲/۶۸۔ گواہ شد ملک محمد رفیق صدر دار الصدر غربی الف ربوہ ۴/۲/۶۸

مسل ۱۹۲۴۴۔ میں محمد صادق ولد حاجی نواب خانصاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۸۹ ج ب سیانہ ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹/۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے اسکے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں۔ چک ۸۹ ج ب سیانہ میں میری زمین دو ایکڑ چار کنال ہے جسکی موجودہ قیمت ایک ہزار روپیہ فی ایکڑ ہے کل قیمت -/۲۵۰۰ روپے ہے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ -/۲۶۵ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد صادق ولد حاجی نواب خانصاحب چک ۸۹ ج ب لائلپور۔ گواہ شد برکت علی خان پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ چک ۸۹ ج ب ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور۔ گواہ شد حافظ بشیر احمد ولد حاجی نواب خانصاحب برادر حقیقی موصی۔ گواہ شد رحمت محمد سیکرٹری مال چک ۸۹ ج ب ضلع لائلپور ۹/۱

مسل ۱۹۲۴۵۔ میں میجر منظور الحسن ایم اے ولد خانصاحب ڈاکٹر نور الحسن صاحب مرحوم قوم راجپوت طور پیشہ پنشنر عمر ۶۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن گجرات ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) مکان جدی مشترکہ واقع محلہ خواجگان گجرات قیمت حصہ خود -/۲۰۰۰ روپے (۲) زرعی اراضی ۱/۲ ۶ بیگھے مالیتی -/۲۴۰۰ روپے۔ کل مالیت -/۴۴۰۰ روپے۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ -/۴۰۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد بقلم خود منظور الحسن ولد خانصاحب ڈاکٹر نور الحسن صاحب محلہ خواجگان گجرات حال مقیم اسلامیہ کالج لائلپور۔ گواہ شد ناصر احمد پریذیڈنٹ حلقہ پیپلز کالونی لائلپور۔ گواہ شد سعید احمد ناصر سیکرٹری تحریک جدید جماعت احمدیہ شہر و ضلع لائلپور

مسل ۱۹۲۴۶۔ میں محمد رفیق ولد احمد دین صاحب قوم جنجوعہ پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال بیعت ۷ مئی ۱۹۶۱ء ساکن مدرسہ چٹھہ ضلع گجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت -/۱۵۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد محمد رفیق بقلم خود معرفت سیکرٹری فوجی کمرہ نمبر ۴ بی اے ایف سرگودھا۔ گواہ شد طفیل محمد سیکرٹری مال سرگودھا چھاؤنی۔ گواہ شد ضیاء اللہ ۳/۷ فیملی کوارٹرز پی اے ایف سرگودھا۔

مسجد اقصی ماریشس

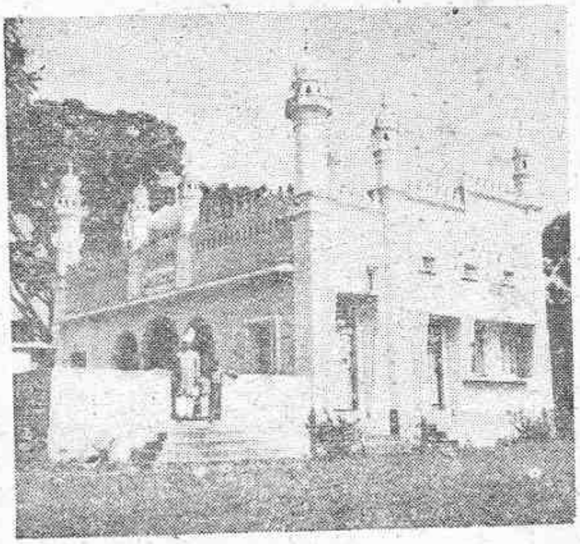

مسجد اقصی جنجه
(مشرقی افریقه)

مکی مسجد لاهور

مسجد قبا لطیف آباد ـ حیدرآباد

Monthly **AL—FURQAN** *Rabwah*

WAFA 1347 H.S.
JULY 1968 A.D.
Regd. No. L 5708

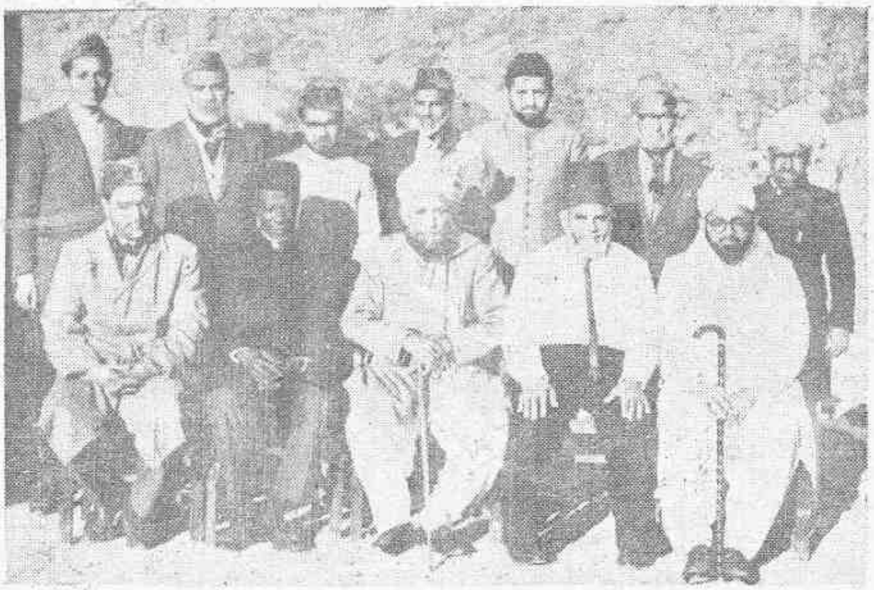

گذشتہ دنوں اسلام آباد میں چودہ سو سالہ جشن نزول قرآن کے سلسلہ میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی ۔ اس میں جناب ایس بی گیوا صاحب نے نائجیریا کے مسلمانوں کی نمائندگی کی اور ایک مقالہ بھی پڑھا ۔ اس کے بعد آپ مرکز سلسلہ ربوہ میں تشریف لائے ۔ انہی دنوں جزائر فجی کے چند معزز احمدی دوست بھی مرکز میں قیام فرما تھے جو جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے ربوہ آئے ہوئے تھے ۔ ان سب حضرات اور چند مقامی احباب کے ساتھ ایڈیٹر الفرقان کے ہاں دعوت عصرانہ کے موقعہ پر یہ تصویر لی گئی ۔

بیٹھے ہوئے دائیں سے بائیں — مکرم مولوی محمد منور صاحب مبلغ مشرقی افریقہ ۔ مکرم مولوی محمد صاحب آف فجی (لال ٹوپی) ۔ ابو العطاء جالندھری ۔ جناب ایس بی گیوا صاحب آف نائجیریا ۔ مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب مبلغ ھالینڈ ۔

کھڑے ہوئے — مکرم مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی ۔ مکرم میاں محمد عالم صاحب ۔ مکرم مولوی عطاء الکریم صاحب شاھد مربی سلسلہ ۔ مکرم رحیم بخش صاحب آف فجی ۔ مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری مبلغ جرمنی ۔ مکرم حاجی عبد اللطیف صاحب آف فجی ۔ عطاء المجیب صاحب راشد ۔

ڈائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا ۔